مارچ ۱۹۶۸ء

سال ۶۴-۱۹۶۳ کے دوران مجلس ربوہ خلافت جوبلی علم انعامی کی مستحق قرار دی گئی ، اراکین مجلس عاملہ ربوہ ، صدر محترم کے ہمراہ علم انعامی تھامے کھڑے ہیں ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

(المصلح الموعود)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ خالد ربوہ

(ادارۂ تحریر)

مدیر:- رفیق احمد ثاقب — نائب لطیف الرحمٰن محمود

جلد ۱۱ — شمارہ ۵

امان ۱۳۴۴ھ ش مارچ ۱۹۶۵ء

ترتیب

(سید عبد الباسط پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد ربوہ سے شائع کیا۔ رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۸۳۰)

ادارہ

معروضات

امتحانات ــــ احمدی طلباء سے توقعات

موسم بہار کے آغاز کے ساتھ سکولوں کالجوں کے امتحانات کا ایک سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔ ۱۶ر مارچ سے سیکنڈری سکول سرٹیفکیٹ امتحان (میٹرک) شروع ہو رہا ہے۔ اس کے بعد متعدد اور امتحانات بھی ہو رہے ہیں جن میں انشاء اللہ ہمارے سینکڑوں نوجوان شریک ہوں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل و کرم سے نمایاں کامیابی بخشے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے احمدی طلبہ کی غالب اکثریت سیرت و کردار میں دوسرے طلبہ سے بہتر ہے مگر ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ اس ضمن میں ہم سب کے سب دوسروں کے لئے نمونہ ہوں ــــ محنت میں ــــ امانت میں ــــ دیانت میں ــــ عفت میں ــــ اساتذہ کے احترام میں ــــ علم سے محبت میں ــــ اسلام سے عشق میں ــــ جذبۂ خدمتِ دین میں ــــ احساسِ خدمتِ خلق میں ــــ !!

سیرت و کردار کا ایک اہم پہلو "دیانت" ہے۔ امتحانات میں ناجائز حربے استعمال کرنا عموماً جائز سمجھا جانے لگا ہے اور بعض طالب علم اپنے ان "سیاہ کارناموں" کو فخر سے بیان کرتے ہیں حالانکہ ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ احمدی طلبہ کو اس سلسلہ میں اعلیٰ درجے کی دیانت داری کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ نقل اور دوسرے ناجائز ذرائع سے بکلی مجتنب رہنا چاہیئے۔ نیک نیت ــــ شدید محنت ــــ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ــــ اور دعا کے ذریعے اس کی برکت کو جذب کرنا یہی امتحان پاس کرنے کے بنیادی گُر ہیں۔ احمدی طلبہ کو پرچہ شروع کرنے سے پہلے اور ختم کرنے کے بعد دعا کو اپنی عادت بنا لینا چاہیئے۔ خدا کی قدرتوں کا علم نہ رکھنے والے ــــ دعا کی قوت اور تاثیر سے آگاہ نہیں مگر یہ خصوصیت تو ہماری جماعت کا طرۂ امتیاز ہے۔ اور ہم میں سے ہزاروں ہیں جن کو قبولیتِ دعا کا ذاتی تجربہ ہے!! امید ہے ہمارے نوجوان اس روایت کو برقرار رکھنے کی اہمیت کو پیشِ نظر رکھیں گے۔

مرکزی تربیتی کلاس

اس ضمن میں دوسری گزارش یہ ہے کہ میٹرک کے امتحان کے بعد شعبۂ تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیرِ انتظام ایک مرکزی تربیتی کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں تمام مجالس خدام الاحمدیہ کے نمائندے شریک ہوتے ہیں۔ ایسی ہی تربیتی کلاس اس امتحان

کے بعد بھی منعقد ہو رہی ہے۔ جس کی تاریخوں اور تفصیلات کا اعلان عنقریب کر دیا جائے گا۔ "میٹرک" کے امتحان سے فارغ ہونے والے نوجوانوں کے لئے بنیادی علم دین حاصل کرنے کا زریں موقع ہے۔ یوں تو علم دین ایک بحرِ بیکراں ہے جس کی شناوری کے لئے عمرِ نوح بھی ناکافی ہے، پندرہ دنوں میں اس پر کہاں تک عبور حاصل ہو سکتا ہے، لیکن اتنا ضرور ہے کہ اسلام و احمدیت کے بنیادی عقائد، تعلیمات اور دیگر ضروری دینی معلومات سے آگاہی ہو جاتی ہے۔ ہماری درخواست ہے کہ نوجوان بھائی کثرت سے اس میں شریک ہوں اور یہاں آ کر اس سے کماحقہٗ استفادہ کریں اور واپس جا کر اپنی اپنی مجالس میں دوسروں تک ان معلومات کو پہنچائیں اور اپنے پاک نمونے سے مجلس کی تقویت کا باعث بنیں۔ امتحان میں شامل ہونے والے طلبہ فراغت کے بعد اس کلاس میں شرکت کی نیت کر لیں، اس نیت کی برکت بھی اُن کے شاملِ حال رہے گی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

(لطف الرحمٰن محمود)

طلبِ رخصت اور التجائے دُعاء

شمارہ زیرِ نظر کی اشاعت کے ساتھ یہ خاکسار رسالہ کی ادارت کی ذمہ واریوں سے سبکدوش ہو رہا ہے۔ بعض اور مصروفیات اور مفوضہ فرائض کے باعث میرے لئے مشکل ہو رہا تھا کہ میں رسالہ کے لیے اتنا وقت اور توجہ صرف کر سکوں کہ ادارت کا صحیح معنوں میں حق ادا ہو سکے۔ لاچار معذرت کا طلبگار ہوا۔ جسے بالآخر محترم صدرِ مجلس نے قبول فرما لیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ پرچہ خاکسار کے اس دورِ ادارت کا غالباً آخری شمارہ ہوگا۔ اسلئے چند مختصر کلمات کہتے ہوئے قارئین کرام سے رخصت چاہتا ہوں۔

لگ بھگ تین برس قبل جب مجھے خالد کا ایڈیٹر مقرر کیا گیا، مجھے اس کام کا کچھ بھی تجربہ نہ تھا۔ نہ میں باقاعدہ طور پر دینیات کی تعلیم حاصل کر سکا تھا نہ ادبیات وغیرہ کی۔ چھ سات برس سے کالج میں سائنس کے مضامین پڑھانے پر مامور تھا۔ اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اس تمام عرصہ کے دوران کسی قسم کا کوئی بھی مضمون لکھ کر شائع کروانے کی کبھی توفیق نہ نصیب ہوئی تھی۔ بس یک بیک اس وقت کے صدرِ مجلس محترم میر داؤد احمد صاحب کا اس مفہوم کا حکم موصول ہوا کہ آئندہ ماہ سے "خالد" تمہارے سپرد کیا جاتا ہے۔ جلد از جلد چارج لے کر کام شروع کر دو۔ میں بیان نہیں کر سکتا کہ مجھے اس وقت کس قدر حیرت اور پریشانی ہوئی ـــــ میں یہ عظیم ذمہ واری قبول کرنے میں متامل تھا لیکن میر صاحب محترم کے پُر اعتماد اصرار اور شفقت بھری حوصلہ افزائی کے سامنے سرِ تسلیم خم کئے بغیر چارہ نہ پایا۔ سو

اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اور اسی کی معجز نما قدرت و نصرت پر تکیہ کرتے ہوئے خاکسار نے کام شروع کر دیا۔ اور میں اسے حقیقتاً ایک معجزہ ہی خیال کرتا ہوں کہ عدیم الفرصتی، ناتجربہ کاری، علمی کم مائگی اور نالائقی کے باوجود اللہ تعالیٰ نے مسلسل پونے تین سال تک مجھے خالد کی ادارت کے اس بارِ گراں کو اٹھائے رکھنے کی توفیق بخشی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

اپنے عرصۂ ادارت میں مجھے قارئین کرام کا پُرخلوص تعاون بدستور میسر رہا ہے جس کے لئے میں آپ سب کا بہت ممنون ہوں۔ بعض بزرگوں اور کرم فرما قلمی معاونین نے تو خصوصیت سے بہت مدد فرمائی ہے۔ میں ان سب کا بھی صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ برادرم مکرم لطف الرحمٰن صاحب محمود ایم۔ اے نائب مدیر کے طور پر اپنے مفوضہ فرائض بڑی خوبی و خوش اسلوبی سے ادا کرتے رہے اور اس تمام عرصہ کے دوران میرے دستِ راست بنے رہے۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ محترم صدرِ مجلس نے ان کی قابلیت اور سابقہ خدمت و تجربہ کے پیشِ نظر انہی کو آئندہ ایڈیٹر مقرر کیا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے ان کی نصرت فرمائے اور ان سے جو نیک توقعات وابستہ کی گئی ہیں خدائے قادر و توانا وہ سب پوری فرمائے۔ آمین

خالد سے میرا موجودہ تعلق اگرچہ بالکل اچانک ہی قائم ہوا لیکن یہ اس قدر مضبوط اور گہرا ہو چکا ہے کہ میں یقین رکھتا ہوں (اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتا ہوں) کہ یہ دلی تعلق اب تا عمر قائم رہیگا۔ اس وقت اپنی مجبوریوں کے پیشِ نظر اس کی ادارت کی ذمہ داریوں سے بے شک میں سبکدوش ہو رہا ہوں لیکن ایک خادم کی حیثیت سے خالد کی ہر طرح کی معاونت کے لئے انشاء اللہ العزیز میری خدمات بدستور حاضر رہیں گی۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

بالآخر قارئین کرام سے دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ وہ جہاں خالد کی ترقی کے لئے دعا کرتے ہیں وہاں "خالد" سے دلی وابستگی کا تعلق رکھنے والوں اور اس کے خدمت گزاروں کو بھی اپنی اس دعا میں شامل کر لیا کریں۔ اور اس تعلق میں یہ عاجز بھی آپ کی دعاؤں کا خصوصیت سے طلبگار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو اور نیکیوں میں آگے بڑھتے رہنے اور بیش از بیش خدماتِ دینیہ کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خاکسار
رفیق احمد ثاقب
۱۳/۲/۶۵

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ (العنکبوت ۶۵)

ترجمہ: اور یہ ورلی زندگی صرف ایک غفلت اور کھیل کا سامان ہے اور اُخروی زندگی کا گھر ہی درحقیقت اصلی زندگی کا گھر کہلا سکتا ہے۔ کاش کہ وہ لوگ جانتے۔

تشریح: لَھْو سے مراد غفلت پیدا کرنے والی چیزیں ہیں اور لَعِب سے مراد کھیل کود کا رنگ رکھنے والی چیزیں۔ قیامِ زندگی کے لئے کام اور آرام دونوں ضروری ہوتے ہیں۔ رسو اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا ہے کہ گو کبھی آرام کرنا (تا نئی طاقت حاصل ہو) اور کبھی دُنیوی کاموں میں مشغول ہونا دونوں ضروری ہیں اور اسلام اِن چیزوں کی اجازت دیتا ہے۔ مگر اصل زندگی آخرت کی ہے اور یہ زندگی اُس کے لئے ایک زینہ ہے۔ اگر سارا وقت لہو و لعب میں مستغرق رہوگے تو اصل مقصد تباہ ہو جائے گا۔

یہاں توکّل کا یہ سبق بھی دیا ہے کہ جب دُنیوی زندگی محض لہو و لعب ہے تو نہ کروڑوں کروڑ روپے ملنے پر مال کی ناجائز محبت پیدا ہونی چاہیئے نہ فاقے آنے پر خدا تعالیٰ سے شکوہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ کھیل میں انسان کے بادشاہ یا فقیر بننے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اس آیت میں کفّار کو بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ اگر تم دُنیا کو محض لہو و لعب سمجھتے ہو اور یہ جانتے ہو کہ اُخروی زندگی ہی اصل ہے تو اسے لات مار کر ایمان لے آتے۔ مگر تم دارِ آخرت پر دُنیا کی عارضی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

پسندیدہ اعمال

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو کونسا عمل پسند ہے؟ حضورؐ نے فرمایا: نماز وقت پر پڑھنا۔ میں نے عرض کیا کہ اس کے بعد؟ فرمایا: ماں باپ سے نیکی کرنا۔ میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ۔ (مسلم)

صبر کا پھل

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اُس مومن بندے کی جزا جنّت کے سوا اَور کیا ہے جس کا پیارا میں نے دُنیا سے اُٹھا لیا اور اُس نے ثواب کی اُمید پر صبر کیا۔ (بخاری)

اسلامی اخوّت کا تقاضا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- ایک دوسرے پر حسد نہ کرو۔ کسی مال پر بڑھ کر بولی نہ دو۔ اور نہ ایک دوسرے سے بغض کرو۔ اور نہ ایک دوسرے سے بہ نیّت مفارقت مُنہ پھیرو۔ اور نہ ایک کے سودے پر دوسرا سودا شروع کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن جاؤ۔ (مسلم)

شرابی سے معاملہ

حضرت ابوہریرہؓ ہی کی روایت ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا جس نے شراب پی ہوئی تھی۔ حضورؐ نے فرمایا اِسے مارو۔ سو ہم میں سے بعض نے اُسے ہاتھ سے مارا، بعض نے جُوتوں سے، بعض نے کپڑے کے کوڑے سے۔ جب وہ چلا گیا تو کسی شخص نے کہا اللہ تجھے خوار کرے۔ اِس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا مت کہو اور اس پر شیطان کی اعانت مت کرو۔ وہ تو پہلے ہی ذلّت و خواری چاہتا ہے۔ (بخاری)

سفارش اور حکم میں فرق

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ سے کہا کہ اپنے خاوند کی طرف رجوع کرے۔ اُس نے کہا حضور حکم دیتے ہیں یا سفارش فرماتے ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خدا تعالیٰ سے اخلاص اور وفاداری کا تعلق رکھو!

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"نامرد، بزدل، بے وفا جو خدا تعالیٰ سے اخلاص اور وفاداری کا تعلق نہیں رکھتا بلکہ دغا دینے والا ہے وہ کس کام کا ہے۔ اس کی کچھ قدر و قیمت نہیں ہے ساری قیمت اور شرف وفا سے ہوتا ہے۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو شرف اور درجہ ملا وہ کس بناء پر ملا؟۔ قرآن شریف نے فیصلہ کر دیا ہے اِبْرَاهِيْمَ الَّذِي وَفّٰى ابراہیم وہ جس نے ہمارے ساتھ وفاداری کی۔ آگ میں ڈالے گئے مگر انہوں نے اس کو منظور نہ کیا کہ وہ ان کافروں کو کہہ دیتے کہ تمہارے ٹھاکروں کی پوجا کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کے لئے ہر تکلیف اور مصیبت کو برداشت کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ خدا تعالیٰ نے کہا اپنی بیوی کو بے آب و دانہ جنگل میں چھوڑ آ۔ انہوں نے فی الفور اس کو قبول کر لیا۔ ہر ایک ابتلاء کو انہوں نے اس طرح قبول کر لیا کہ گویا عاشق اللہ تھا۔ درمیان میں کوئی نفسانی غرض نہ تھی۔ اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتلاء پیش آئے۔ خویش و اقارب نے مل کر ہر قسم کی ترغیب دی کہ اگر آپ مال و دولت چاہتے ہیں تو ہم دینے کو تیار ہیں اور اگر آپ بادشاہت چاہتے ہیں تو اپنا بادشاہ بنا لینے کو تیار ہیں اگر بیویوں کی ضرورت ہے تو خوبصورت بیویاں دینے کو موجود ہیں مگر آپ کا جواب یہی تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے شرک کے دور کرنے کے واسطے مامور کیا ہے جو مصیبت اور تکلیف تم دینی چاہو دے لو میں اس سے رک نہیں سکتا۔ کیونکہ یہ کام جب خدا تعالیٰ نے میرے سپرد کیا ہے پھر دنیا کی کوئی ترغیب اور خوف مجھ کو اس سے ہٹا نہیں سکتا۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۶۱ و ۲۶۲)

شانِ محمدؐ

(جناب حکیم محمد صدیق صاحب شمس الاطباء - ربوہ)

ہے کیا ہی عظمتِ شانِ محمدؐ | خدا خود ہے ثنا خوانِ محمدؐ

وہ بن جاتا ہے خود ممدوحِ انساں | جو ہو مدحت گرِ شانِ محمدؐ

دل و جاں کیوں نہ ہوں اس سے معطّر | کہ دیکھا ہے گلستانِ محمدؐ

زمین و آسمان و ماہ و خورشید | سبھی ہیں زیرِ احسانِ محمدؐ

سکھاتا ہے جو انساں کو معارف | فقط اِک ہے دبستانِ محمدؐ

ہے ملتا جس سے فرمانِ نبوّت | وہ ہے بس ایک ایوانِ محمدؐ

جو ہے لبریز گلہائے نبوّت | وہ ہے پُر فیض دامانِ محمدؐ

ملی جس سے نبوّت میرزا کو | وہ ہے دریائے فیضانِ محمدؐ

جو خاطر میں نہ لاتے تھے کسی کو | بنے آخر غلامانِ محمدؐ

ارادہ قتل کا لے کر جو آئے | ہوئے وہ جاں نثارانِ محمدؐ

ہوئے جو کفر کی کانوں میں پیدا | وہ آئے لعل در کانِ محمدؐ

ہٹا دی سطوتِ باطل خدا نے | بڑھا دی شوکت و شانِ محمدؐ

ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ | تھے گلہائے گلستانِ محمدؐ

دلیلوں کی ضرورت شمسؔ کیا ہے
محمدؐ خود ہے بُرہانِ محمدؐ

بدظنی، تمسخر اور عیب چینی سے بچو!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ نومبر ۱۹۰۹ء میں قرآن کریم کی آیت یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ .... کی نہایت لطیف تشریح بہت ہی دلنشین انداز میں بیان فرماتے ہوئے جماعت کو بعض برائیوں سے کلی پرہیز کرنے کی نصیحت فرمائی۔ آپ نے فرمایا:-

"جب بعض آدمیوں کو آرام ملتا ہے، فکرِ معاش سے گونہ بے فکری حاصل ہوتی ہے وہ نکمے بیٹھنے لگتے ہیں۔ اب اور کوئی مشغلہ تو ہے نہیں تمسخر کی خو ڈال لیتے ہیں۔ تمسخر کبھی زبان سے ہوتا ہے کبھی اعضاء سے کبھی تحریر سے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس تمسخر کا نتیجہ بہت برا ہے۔ وحدت باطل ہو جاتی ہے۔ پھر وحدت جس قوم میں نہ ہو وہ بجائے ترقی کے ہلاک ہو جاتی ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ ایک عورت کو مار رہے تھے یہاں تک کہ اسے کہا جاتا کہ زَنَیْتِ سَرَقْتِ۔ تو نے زنا کیا، تو نے چوری کی۔ ایک سننے والی پر اس کا اثر ہوا اور اس نے دعا کی کہ الٰہی میری اولاد ایسی نہ ہو۔ گود میں لڑکا بول اٹھا کہ الٰہی مجھے ایسا ہی بنائیو کیونکہ اس عورت پر بدظنی کی جا رہی ہے' یہ واقعہ میں بہت اچھی ہے۔ اسی طرح ایک اور کا ذکر ہے کہ ماں نے دعا کی الٰہی میرا بچہ ایسا ہی ہو مگر بچہ نے کہا الٰہی میں ایسا نہ بنوں۔ غرض کسی کو کسی کی حالت کی کیا خبر ہو سکتی ہے۔ ہر ایک کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ ممکن ہے ایک شخص ایسا نہ ہو جیسا اسے سمجھا جاتا ہے۔ لوگوں کی نگاہ میں حقیر ہو مگر خدا کی نگاہ میں مقرب ہو۔ پھر الاعمال بالخواتیم کے مطابق ممکن ہے جس سے تمسخر کیا جاتا ہے اس کا انجام اچھا ہو۔

پھر ولا نساءٌ من نساءٍ آیت میں آیا ہے یہاں عورتیں بیٹھی ہوئی ہیں، مگر آدمی کا نفس ہی مؤنث ہے ہر ایک اس کو مراد رکھ سکتا ہے۔ دوم اپنے اپنے گھروں میں جا کر یہ بات پہنچا دو کہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کی تحقیر نہ کرے اور اس سے ٹھٹھا نہ کرے۔ تم ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور نام نہ رکھو۔ تم کسی کا نام برا رکھو گے تو تمہارا نام اس سے پہلے فاسق ہو چکا۔ مومن ہونے کے بعد فاسق نام رکھانا بہت ہی بری بات ہے۔ یہ تمسخر کہاں سے پیدا ہوتا ہے؟ بدظنی سے۔ اسلئے فرماتا ہے اِجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ، بدگمانیوں سے بچو۔ حدیث میں یہی آیا ہے۔ اس بدظنی سے بڑا بڑا نقصان پہنچتا ہے۔ میں نے ایک کتاب منگوائی وہ بہت بے نظیر تھی۔ میں نے مجلس میں اس کی تعریف کی۔ کچھ دنوں بعد وہ کتاب گم ہو گئی۔ مجھے کسی خاص پر تو نہ خیال آیا مگر یہ خیال ضرور آیا کہ کسی نے اٹھا لی

ہے۔ پھر جب کچھ عرصہ نہ ملی تو یقین ہو گیا کہ کسی نے چُرا لی۔ ایک دن جب مَیں نے اپنے مکان سے الماریاں اُٹھوائیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ الماری کے بیچوں بیچ کتاب پڑی ہے جس سے معلوم ہوا کتاب مَیں نے رکھی ہے اور وہ پیچھے جا پڑی۔ اُس وقت مجھے ۲ معرفت کے نکتے کُھلے۔ ایک تو مجھے ملامت ہوئی کہ مَیں نے دوسروں پر بدگمانی کیوں کی، دوم مَیں نے صدمہ کیوں اٹھایا۔ خدا کی کتاب اس سے بھی زیادہ عمدہ اور عزیز میرے پاس موجود تھی۔ اِسی طرح میرا ایک بستر تھا، اُس کی کوئی آٹھ تہیں ہوں گی ایک نہایت عمدہ ٹوپی مجھے کسی نے بھیجی جس پر طلائی کام ہوا تھا۔ ایک عورت اجنبی ہمارے گھر میں تھی اُسے اس کام کا بڑا شوق تھا اُس نے اس کے دیکھنے میں بہت دلچسپی لی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹوپی گم ہوگئی۔ مجھے اس کے گم ہونے کا کوئی صدمہ نہ ہوا۔ کیونکہ نہ میرے سر پر پوری آتی تھی نہ میرے بچوں کے سر پر۔ مگر میرے نفس نے اس طرف توجہ کی کہ اس عورت کو پسند آگئی ہوگی۔ مدت گزر گئی۔ عورت کے چلے جانے کے بعد جب بستر کو جھاڑنے کے لئے کھولا گیا تو اس کی ایک تہہ میں سے نکل آئی۔ دیکھو بدظن کیسا خطرناک ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو سکھاتا ہے جیسا کہ اس نے محض اپنے فضل سے میری رہنمائی کی۔ اور لوگوں سے بھی ایسے معاملات ہوتے ہوں گے مگر تم نصیحت نہیں پکڑتے۔ اس بدظنی کی جڑ ہے کرید۔ خواہ مخواہ کسی کے حالات کی جستجو، تاڑ بازی۔ اِسی لئے فرماتا ہے لَا تَجَسَّسُوا۔ اور پھر اس تجسس سے غیبت کا مرض پیدا ہوتا ہے۔

اِن آیات میں تم کو یہی سمجھایا گیا ہے کہ گناہ شروع میں بہت چھوٹا ہوتا ہے مگر آخر میں بہت بڑا ہو جاتا ہے۔ جیسے بڑ کا بیج دیکھنے میں کتنا چھوٹا ہے لیکن بعض جڑیں ایک ایک میل تک لمبی چلی جاتی ہیں۔ مَیں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہو اور بدی کو اس کے ابتدا میں چھوڑ دو۔“

(بحوالہ خطبات نور صفحہ ۳۱۵، صفحہ ۳۱۷)

اپنے ترجمان

”خالد“ کے لئے آپ کیا کچھ کر سکتے ہیں؟

- خریدار بن کر خالد کے حلقۂ اشاعت میں وسعت پیدا کر سکتے ہیں۔
- اشتہارات فراہم کر کے اس کے اقتصادی استحکام میں حصہ لے سکتے ہیں۔
- مقالات، مضامین، مضامین کے تراجم، منظومات اور دیگر نگارشات سے قلمی اعانت کر سکتے ہیں۔
- مفید مشوروں سے اس کے معنوی اور صوری معیار کو بلند سے بلند تر کرنے کی کوشش میں ادارے کی مدد کر سکتے ہیں۔
- ”خالد“ کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید اور بابرکت ہونے کی دعا کر سکتے ہیں۔!

جائزہ لیجئے کہ آپ اپنے ترجمان خالد کے لئے کیا کر رہے ہیں؟

ابنِ فارس

جناب نسیم سیفی

کس کی ہر اک بات سے لطف و کرم پیدا ہوا
کس کے ذوق و شوق سے قطرے میں یم پیدا ہوا

کس کو غیرت آگئی توحیدِ باری کے لئے
کس کے دل میں مصطفےٰؐ کے دیں کا غم پیدا ہوا

کون اُٹھا تثلیث کا فتنہ کچلنے کے لئے
کس کے ہاتھوں کفر کی گردن میں خم پیدا ہوا

کون ہے جس نے بدل ڈالی ہیں اقدارِ حیات
کس کے آنے سے خیالِ بیش و کم پیدا ہوا

کس نے کی ہموار دُنیا کے لئے راہِ ھُدیٰ
کارواں کے دل میں منزل کا بھرم پیدا ہوا

کس نے ہر ہرزہ سرا کی توڑ دی وجہِ غرور
کون بزمِ علم میں صاحب قلم پیدا ہوا

اُمّتِ اسلامیاں کی زندگی تاریک تھی
کس کے دم سے اس میں نُورِ صبحدم پیدا ہوا

کس نے اپنے نُورِ عرفاں سے دلوں کو دی جلا
سرمدی نغموں میں کس سے زیر و بم پیدا ہوا

"ابنِ فارس" نے نسیمؔ آکر بدل دی ہے فضا
"ابنِ فارس" سے یہ نقشہ دم بدم پیدا ہوا

راضی تھا خود خدا بھی اسی انتخاب میں!

(از مکرم حکیم محمد صدیق صاحب شمس الاطباء ربوہ)

اے آسماں کہاں وہ ترے آفتاب میں
جو ہے ضیا و نور مرے ماہتاب میں

آ دیکھ آسمانِ خلافت کے چاند کو
نورِ خدا ہے جس کی حسیں آب و تاب میں

آ تو بھی اس کے نور سے کچھ مستفید ہو
ظلمت بھری فضا نہ رہے اضطراب میں

کرتا ہے اپنے نور سے تاریکیوں کو دور
چھپتا نہیں ہے ظلمتِ شب کے حجاب میں

ہم نے ہی پیش تاجِ خلافت نہیں کیا
راضی تھا خود خدا بھی اسی انتخاب میں

افسوس دنیا چشمۂ شیریں کو چھوڑ کر
آبِ بقا ہے ڈھونڈتی جا کر سراب میں

چڑھتا نہیں ہے رنگ کوئی خود بخود کبھی
ہے شرطِ انجذاب رہِ اکتساب میں

---

۱۴ ؍ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء کو جماعتِ مومنین نے حضرت سیدنا محمود کو خلیفۂ ثانی منتخب کیا۔ حضور ایدہ اللہ کی خلافت پر آج بحمد اللہ باونواں (۵۲) سال چڑھتا ہے۔

خالد کا خصوصی فیچر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے چند تازہ

ارشاداتِ عالیہ

(مرتبہ :- محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب انور پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح)

ایک مخلص خاندان کی عورت نے مشرقی افریقہ سے دریافت کیا کہ ان دنوں موٹر کے حادثہ کی وجہ سے خاوند کی ٹانگیں بیکار ہو گئی ہیں سخت پریشانی کی حالت ہے۔ قرآن کریم کا کوئی حصہ تجویز فرما دیں تاکہ خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے اسے پڑھتی رہوں۔ حضور نے فرمایا :-

"قرآن کریم سارا برکت والا ہے جہاں سے چاہیں پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ خدا کے ذکر سے اطمینانِ قلب حاصل ہوتا ہے۔"

ایک دوست نے لکھا کہ میرا اپنا ارادہ ایم بی بی ایس کرنے کا ہے (میں نے یونیورسٹی کورس لیا تھا لیکن کامیاب نہیں ہوا) لیکن والدین کہتے ہیں کہ B. A ضرور کر دوں۔ حضور راہنمائی فرما دیں۔ حضور نے فرمایا :-

"جس امتحان میں فیل ہوئے ہیں وہی محنت سے دوبارہ دیں۔ نئے سرے سے نئی پڑھائی مشکل ہو گی۔"

ایک دوست نے خواب میں دیکھا کہ میرا دایاں بازو کہنی سے کاٹ دیا گیا ہے، بازو سے خون نکل رہا ہے اور ایک دوست اس کٹے ہوئے ہاتھ کو جوڑ رہا ہے مگر وہ ہاتھ پہلے کی طرح کام نہیں کرتا۔ حضور نے فرمایا :-

"یہ منذر خواب ہے۔ بازو خواب میں بیٹا ہوتا ہے۔ صدقہ دیں۔ دعا، استغفار کریں۔ اللہ تعالیٰ خواب کے منذر پہلو کو دور فرمائے۔"

ایک دوست نے بحضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز لکھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ حضور خوش و خرم ہیں، حضور نے میرا حال پوچھا ہے اور پھر از خود فرمایا "ان

لڑکوں کو منع کردو گرد نہ اُڑائیں" حضور نے اس کی تعبیر میں فرمایا:-

"جن لڑکوں کے متعلق خواب میں کہا ہے ان کی تربیت کا خاص خیال رکھیں۔"

جامعہ احمدیہ ربوہ کے ایک طالب علم نے لکھا کہ جب وہ کشتی نوح کے صفحہ ۳۸ (نیا ایڈیشن) کے اس مقام کا مطالعہ کر رہے تھے کہ "خدا کا تمہاری نسبت اس سے زیادہ فیض رسانی کا ارادہ ہے۔ خدا نے ان کے روحانی جسمانی متاع ومال کا تمہیں وارث بنایا ہے مگر تمہارا وارث کوئی دوسرا نہ ہوگا جب تک قیامت آجائے خدا تمہیں نعمتِ وحی والہام اور مکالمات اور مخاطباتِ الٰہیہ سے ہرگز محروم نہیں رکھیگا" تو اچانک کشفی حالت طاری ہوئی اور دیکھا کہ اس موقع پر میں نے صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کا نام لیا یا دیکھا کہ میں ان کی طرف جا رہا ہوں کہ اچانک آواز آئی محمود محمود۔ حضور نے اس کی تعبیر میں فرمایا:-

"دونوں نام اچھے ہیں۔"

ایک احمدی نوجوان نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے آپ کو عورت سمجھتا ہوں اور حاملہ بھی سمجھتا ہوں۔ پھر دیکھا کہ اپنی والدہ کے ساتھ ایک کمرہ میں گیا ہوں۔ وہاں بچہ کی پیدائش ہوئی جو لڑکی تھی اور غسل خانہ میں غسل کے لئے گیا۔ حضور نے اس کی تعبیر میں فرمایا:-

"اس کی تعبیر یہ ہے کہ کوئی آپ کا بظاہر ناممکن کام ممکن ہو جائے گا۔"

ایک دوست نے خواب میں دیکھا کہ اس کو اطلاع دی گئی ہے کہ اس کے والد صاحب فوت ہو گئے ہیں اور یہ کہ ابا جان وفات سے پہلے یہ وصیت کر گئے ہیں کہ ان کو قائداعظم کے مزار میں دفن کرنا۔ جب ہم پولیس سے اجازت لے کر ان کو وہاں دفن کرنے کے لئے گئے تو دیکھا کہ قائداعظم نے قبر سے اُٹھ کر ایک مسجد میں نماز پڑھی ہے اور وہ پھر واپس آکر اپنی قبر میں لیٹ گئے ہیں۔ پھر اپنے والد صاحب کو دیکھا کہ وہ زندہ ہیں جس پر ہم نے کہ زندہ کو کیسے دفن کریں تو والد صاحب نے خود ہی کہا کہ بس جلدی دفن کرو۔ حضور نے اس کی تعبیر یہ فرمائی کہ:-

"انشاء اللہ آپ کے والد کی عمر لمبی ہوگی اور ان کو کوئی قومی خدمت کرنے کا موقع ملے گا۔"

ایک شخص نے غانا مغربی افریقہ سے لکھا کہ بعض دفعہ میری دائیں آنکھ آہستہ سے کانپتی ہے تو یہ کسی اچھی چیز کی نشانی ہوتی ہے اور بائیں آنکھ کانپے تو بُرا نتیجہ نکلتا ہے۔ دُعا فرمائیں کہ یہ تکلیف دُور ہو۔ حضور نے فرمایا:-

"یہ محض وہم ہے۔ آنکھ کا کانپنا اعصابی کمزوری سے ہوتا ہے۔"

ایک معمر مخلص بزرگ نے حضور سے دریافت کیا کہ مجھے پیشاب کی تکلیف ہے نماز میں بے اختیار پیشاب نکل جاتا ہے۔ وضو کر کے پھر کھڑا ہوتا ہوں تو پھر بھی تکلیف ہو جاتی ہے۔ بار بار ان سردیوں کے دنوں میں وضو

کرنا بھی مشکل ہے۔ کیا شریعت نے ایسے حالات میں بھی کوئی سہولت رکھی ہے؟ حضور نے فرمایا:۔

"اگر بیماری ہو تو شریعت نے جائز رکھا ہے۔ آپ اسی حالت میں نماز پڑھ سکتے ہیں"

ایک دوست نے لکھا کہ اس نے دوسری شادی کی ہے مگر بیوی اتنی غلیظ ہے کہ مجھے اس سے نفرت پیدا ہو گئی ہے۔ حضور رہنمائی فرمائیں کہ اگر اسے طلاق دی جائے تو گناہ تو نہ ہوگا؟ حضور نے ارشاد فرمایا:۔

"اصلاح کی کوشش کریں۔ اگر پھر بھی اصلاح نہ ہو تو پھر مجبوری ہے"

اس سال رمضان المبارک کے ایام میں مسجد مبارک ربوہ میں درس قرآن کریم کے دوران ایک درس دینے والے بزرگ نے کچھ سالوں سے جاری شدہ طریق کے خلاف بجائے پہلے سارا پارہ ناظرہ خود پڑھنے کے ایک اور دوست کو فرمایا کہ ناظرہ قرآن کریم وہ پڑھ دیں۔ اور درس وہ خود دیدیں گے۔ اس پر بعض احباب نے توجہ دلائی کہ شرعاً یہ صورت منع تو نہیں ہے کہ درس دینے والے کے علاوہ کوئی اور دوست ناظرہ قرآن کریم پڑھ دیں۔ کیونکہ قادیان میں بھی بعض موقعوں پر ایسا کیا گیا ہے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ربوہ آکر چند سالوں سے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ درس دینے والے دوست ہی ناظرہ قرآن کریم پڑھا کریں اور اگر ان کے لئے کوئی دقت ہو تو بے شک ناظرہ قرآن کریم نہ پڑھا جائے۔ اس پر اس معاملہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں دونوں نظریات کے دلائل اور گواہوں کے ساتھ پیش کیا گیا کہ اگرچہ بلحاظ مسئلہ کے دونوں صورتیں جائز ہیں لیکن حضور کے نزدیک موجودہ حالات میں پسندیدہ امر کونسا ہے جس کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضور نے کچھ سال ہوئے یہ ہدایت فرمائی تھی۔ اس پر حضور کا جو ارشاد ۱۶/۲/۶۵ کو موصول ہوا ہے وہ یہ ہے کہ:۔

"پسندیدہ یہی ہے کہ جو درس دے وہی تلاوت بھی کرے"

تمہاری یاد میں اے قادیان کی راہو

(جناب محمود احمد مرزا۔ فاضل رکبیروالہ)

سکون پا گیا میرا دلِ حزیں شاید　　کہ جھک گئی ہے اُسی در پہ پھر جبیں شاید

دل و دماغ پہ اِک کیف سا مسلط ہے　　کہ یاد آگیا پھر سے وہی حسیں شاید

مچل رہے ہیں نگاہوں میں خُلد کے جلوے　　کہ آرہی ہے نظر پھر وہی زمیں شاید

اگرچہ مدتیں گزریں اُسے نہیں دیکھا　　ہمارے دل میں ہے اب تک وہی مکیں شاید

تمہاری یاد میں اے قادیان کی راہو　　ہزار بار بہا دیدۂ حزیں شاید

وہ آئے بزم میں اور دل کا یہ تأثر ہے　　کہ میں نے دیکھا ہُوا ہی نہیں کہیں شاید

ابھی تو آیا ہے احساس سا ہے یوں لیکن　　کہ جا رہا ہے دلِ زار پھر وہیں شاید

مرے وجود کا ہر ذرہ جھنجھنا اُٹھا　　قریب آگئی ربوہ کی سرزمیں شاید

نہیں یہ ہچکیاں محمود بے سبب ہرگز
کہ کر رہا ہے کوئی یاد پھر ہمیں شاید

عقیدۂ حیاتِ مسیح علیہ السلام کے نقصانات

(از مکرم ملک طاہر احمد صاحب حلقہ سلطانپورہ - لاہور)

آج سے تقریباً پون صدی پہلے جری اللہ فی حُلل الانبیاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ حضرت مسیح ناصریؑ وفات پا گئے ہیں تو ایک طوفان برپا ہو گیا۔ بحثیں اور مناظرے شروع ہو گئے۔ لیکن جو بھی مقابل پر آیا اُس نے مُنہ کی کھائی اور وفاتِ مسیح کے دلائلِ بیّنہ کے سامنے کسی کی پیش نہ گئی۔ اور آج حالت یہ ہے کہ ہر مخالف ہمارے ساتھ وفاتِ مسیح پر بحث کرنے سے کتراتا ہے۔ میرا اس وقت مقصد وفاتِ مسیح کے دلائل دینا نہیں ہے بلکہ جو نقصانات حضرت مسیح کو زندہ ماننے سے ہوتے ہیں انہیں پیش کرنا ہے۔

پہلا نقصان

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ۔

یعنی انہوں نے (یہودیوں نے) اُسے (حضرت مسیحؑ کو) ہرگز قتل نہیں کیا۔ واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے اپنے حضور میں عزّت (ورفعت) دی تھی۔

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَى السَّمَاءِ۔ اور اگر ہم اِلَيْهِ سے مراد السَّمَاءِ لیں تو پہلا نقصان یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو محدود و مشخص و مجسم ماننا پڑتا ہے۔ کیا خدا تعالیٰ کسی آسمان پر بیٹھا ہے کہ وہاں اس نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے پاس بُلا لیا ہے۔ اگر وہ وہی ہے جو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے کہ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور وہی ہے جس نے اپنے متعلق فرمایا ہے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ۔ اور اگر وہ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ هُوَ الظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ہے تو پھر حضرت عیسیٰؑ اپنے جسمِ خاکی کے ساتھ کہاں کہاں اپنے خدا کا ساتھ دے سکتے ہیں۔ وہ خدا جو وجودِ عالم میں جان کی طرح ہے اور جس کی وسعت کا اندازہ کرنا ناممکن ہے اس کے پاس مسیحؑ اپنے جسدِ خاکی کے ساتھ کہاں کہاں بیٹھیں گے سوائے اس کے کہ ہم خدا کو محدود و مجسم قرار دے لیں اور کوئی صورت مسیحؑ کے خدا کے پاس ہونے کی نہیں بنتی۔

دوسرا نقصان

دوسرا نقصان یہ ہے کہ ایک غیور مسلمان کی غیرت کو اس عقیدے سے ایسی ٹھوکر لگتی ہے کہ ڈر ہوتا ہے کہ وہ مسلمان ہی نہ رہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو مشکلات پیش آئیں وہ صرف اِس قدر تھیں کہ انہیں اس جرم میں کہ وہ یہودی بادشاہت کے خلاف پروپیگنڈا کرتے تھے اور اپنے آپ کو یہودیوں کا بادشاہ کہتے تھے، گرفتار

کر لیا گیا اور اس جرم کی یاداش میں انہیں صلیب پر چڑھا کر مارنے کا فیصلہ کیا گیا۔ چونکہ وہ پاکباز نبی تھے اور اللہ تعالیٰ کی نصرت کا ان سے وعدہ تھا اسلئے وہ صلیب پر مارے نہ جاسکتے تھے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص تدبیر کے ذریعے ان کو بچانا تھا۔ اس کے مقابل میں جب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو کفار کے تمام قبیلوں نے باہم صلاح و مشورہ سے حضور کے گھر کے گرد گھیرا ڈال کر قتل کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ حضور کو آسمان پر نہ لے گیا بلکہ بحفاظت مدینہ منورہ پہنچا دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَ اللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ ٥

(انفال ع۴)

ترجمہ۔ اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ کفار تیرے متعلق تدبیریں کر رہے تھے تاکہ تجھے (ایک جگہ) محصور کر دیں یا تجھ کو قتل کر دیں یا تجھ کو نکال دیں اور وہ بھی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ بھی تدبیریں کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ تدبیر کرنے والوں میں سے سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

وہ تدبیر یہ تھی کہ جب حضور کے مکان کا دشمنوں نے محاصرہ کر لیا تو حضور کے بستر پر حضرت علیؓ لیٹ گئے۔ حضور دشمن کی آنکھوں کے سامنے گھر سے نکل گئے اور کوئی حضور کو پہچان نہ سکا۔ حضور غار ثور میں کافی دیر

چھپے رہے لیکن خدا تعالیٰ نے یہ نہ کیا کہ حضور کو آسمان پر اٹھا لے۔ یہ تو دور کی بات تھی خدا تعالیٰ نے حضور کو اڑا کر مکہ سے مدینہ بھی نہ پہنچایا بلکہ حضور کو وہی دنیوی اسباب و وسائل استعمال کرنے پڑے جو ہر انسان کو کرنا پڑتے ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی نصرت نے یہ صورت اختیار کی کہ حضور کا مدینہ منورہ میں بحفاظت پہنچنا یقینی اور قطعی ہو گیا۔ کفار کی آنکھیں غار ثور کے منہ کے دروازے پر بھی پہنچ کر حضور کو دیکھ نہ سکیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عیسیٰؑ کے لئے اس خیر الماکرین کی یہ تدبیر تھی کہ انہیں آسمان پر اٹھا لے جائے تو یہ خود اللہ تعالیٰ کی کمزوری کی دلیل ہے۔ یہ خیال اپنی ذات میں خدا تعالیٰ کے متعلق سخت گھناؤنا ہے کہ وہ حضرت مسیح کو زمین پر کہیں بچا نہ سکا کیونکہ دشمن بڑا طاقتور اور غالب تھا۔

اگر آسمان پر لے جانا اور اپنے پاس بٹھانا عزت افزائی اور رفعت کے لئے ہے تو پھر خدا تعالیٰ کے نزدیک حضرت عیسیٰؑ کی عزت و رفعت بمقابلہ سیدالانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے زیادہ ہو جاتی ہے۔ اگر ہم حیات مسیحؑ کے عقیدہ کو اپنا لیں۔ اور ہر وہ مسلمان جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کا محبوب و افضل ترین اور افضل الرسل ہونا یقین کرتا ہے کبھی بھی اس عقیدہ کو ماننے کے لئے تیار نہ ہوگا۔

تیسرا نقصان

اس عقیدے سے تیسرا نقصان یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید کا جس کا وعدہ انبیاء اور مومنین سے ہوتا ہے

ایک نہایت غلط نظریہ مسلمانوں میں قائم ہو گیا ہے۔

خدا تعالیٰ کی سُنّت کبھی تبدیل نہیں ہوتی۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ قادرِ مطلق ہے اور جو چاہے کر سکتا ہے لیکن اس کے وعدہ کی مستثنیات کو لازماً مدنظر رکھنا پڑتا ہے اگر اعجوبہ پسندی کو معیار قرار دے لیا جائے اور خدا تعالیٰ کی نصرت و تائید کو نیچر کے قوانین سے بالا ظاہر ہوتے مانا جائے تو ہر مومن اپنی مشکلات میں ایسی ہی توقعات رکھنا شروع کر دے گا اور جب پوری نہ ہوں گی تو اس کا ایمان خدا تعالیٰ پر سے اُٹھ جائے گا۔ یہ کتنا بڑا روحانی نقصان ہے جو اس غلط عقیدہ سے ہوتا ہے۔

چوتھا نقصان

اس عقیدہ کا چوتھا نقصان یہ ہے کہ ہمیں ماننا پڑے گا کہ حضرت عیسیٰؑ نعوذ باللہ من ذالک جھوٹ بولنے والے تھے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ قیامت کے دن حضرت مسیحؑ سے یہ پوچھیں گے کہ:-

"اے عیسیٰ! کیا تُو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ تعالیٰ کے سوا دو معبود بنا لو تو اس نے جواب دیا کہ ہم تجھے تمام عیبوں سے پاک قرار دیتے ہیں۔ میری شان کے شایاں نہ تھا کہ میں وہ بات کہتا جس کا مجھے حق نہ تھا۔ اور اگر میں نے ایسا کہا تھا تو تجھے ضرور اس کا علم ہوگا۔ جو کچھ میرے جی میں ہے تُو جانتا ہے اور جو کچھ تیرے جی میں ہے میں نہیں جانتا۔ تُو یقیناً سب غیب کی باتوں سے اچھی طرح واقف ہے۔ میں نے ان سے صرف وہی بات کہی جس کا تُو نے مجھے حکم دیا۔ یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ اور جب تک میں ان میں موجود رہا میں ان کا نگران رہا مگر جب تُو نے میری رُوح قبض کر لی تو تُو ہی اُن پر نگران تھا میں نہ تھا۔ اور تُو ہر چیز پر نگران ہے۔" (المائدہ آخری رکوع)

اس سوال و جواب کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ قیامت کو ہوگا۔ اب اگر بقول قائلین حیاتِ مسیح حضرت مسیحؑ نے ابھی دنیا میں دوبارہ آنا ہے اور آکر نبوت کرنی ہے اور اپنے دم سے کافروں کو مارنا اور ساری دنیا کو مسلمان بنانا ہے تو کیا وہ دیکھ نہ لیں گے کہ ان کو ماننے والے نصاریٰ انہیں خدا کا بیٹا مانتے ہیں پھر وہ قیامت کے دن کس طرح خدا تعالیٰ کو کہیں گے کہ مجھے قطعاً علم نہیں کہ میرے ماننے والے مجھے خدا کا بیٹا مانتے تھے۔ بلکہ ان کا یہ قول مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَا اَمَرْتَنِیْ بِهٖ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ کہ جب تک وہ زندہ رہے حواری صرف انہیں خدا کا ایک عبد ہی یقین کرتے رہے اور جب خدا تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی تو اس کے بعد انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے ابن اللہ ہونے کا عقیدہ گھڑا۔

یہ ایک قطعی دلیل حضرت عیسےٰؑ کی وفات کی ہے اور اس کے بعد حیاتِ مسیح کے عقیدے والوں کا مُنہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتا ہے۔

اگر ہم یہ مانیں کہ حضرت عیسیٰؑ قیامت کے دن یہ کہیں گے کہ مجھے علم نہیں کہ عیسائیوں نے مجھے خدا بنا لیا حالانکہ وہ چالیس سال اس دنیا میں رہ کر اس عقیدے والوں کو خود مسلمان بنائیں گے تو گویا وہ خدا کے حضور اتنا بڑا جھوٹ بولیں گے کہ عام مومن بھی اتنی جرأت نہیں کر سکتا۔ انبیاء کی طرف جھوٹ منسوب کرنا کسی سچے انسان کا کام نہیں ہو سکتا۔ پس یہ نقصان ایک خطرناک نقصان ہے جس سے حضرت عیسیٰؑ کی معصومیت خطرے میں پڑ جائے گی۔

پانچواں نقصان

اس عقیدے سے پانچواں نقصان یہ ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے الوہیتِ مسیح کے عقیدہ کو اس سے بڑی تقویت پہنچتی ہے۔ وہ مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تمہارا رسول کھانے پینے کا محتاج بشر تھا۔ وہ ایک میعاد مقررہ کے بعد جسم خاکی کے ساتھ نہ رہ سکتا تھا، وہ آسمان پر اُٹھایا نہ گیا، اُسے خلد نصیب نہ ہوا، مگر ہمارے مسیح چونکہ انیس سَو سال سے غیر معمولی حالات میں بلا خورد و نوش آسمان پر زندہ ہیں اسلئے وہ فوق البشر یا خدا ہیں۔

قرآن کریم کے ارشادات کے مطابق انسان کھانے پینے کا محتاج ہے اور بشریت کا لازمہ ہے۔ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کسی بشر کے لئے خلد نہیں بنایا جیسا کہ فرمایا وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ۔ اس کے علاوہ آسمان پر چڑھنا ہی بشریت کے خلاف ہے۔ چنانچہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار نے یہ مطالبہ کیا۔ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ۔ کہ اگر تو سچا ہے تو آسمان پر چڑھ کر دکھا دے۔ تو خدا تعالیٰ نے جواب میں فرمایا کہ کہہ دے کہ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ؕ میں تو صرف ایک بشر رسول ہوں اور بشر آسمان پر چڑھ نہیں سکتا۔

اب اگر مسیح ان تین بشریت کے لوازمات سے پاک اور بالا ہیں تو نصاریٰ استدلال کرنے میں حق بجانب ہوں گے کہ مسیح بشر نہ تھا بلکہ اس سے کچھ بالا تھا۔ اس طرح عقیدہ حیاتِ مسیح کا اقرار کرنیوالے مسلمان نادانستہ طور پر مسیح کی الوہیت کو ثابت کرنے کے مواقع بہم پہنچا رہے ہیں۔

چھٹا نقصان

عقیدہ حیاتِ مسیح کا چھٹا نقصان یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر زندہ مان لینے کے بعد مسیحیت پر اسلام کی طرف سے کاری ضرب کا لگنا بہت حد تک غیر ممکن نظر آتا ہے۔ ستر کروڑ مسلمان جو اس مسئلہ کی کورانہ تقلید کرتے ہیں وہ بھلا کیوں اس عقیدہ کو بھی تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہو جائیں گے کہ یسوع مسیح نسلِ انسانی کے لئے کفارہ ہوئے۔ اس طرح اگر انہیں زندہ مانیں تو مسیحیت کو زندگی ملتی ہے۔ اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرے اور محلہ خانیار سرینگر میں مدفون ہیں تو عیسائیت پر ابدی موت وارد ہو جاتی

ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"مسیحؑ کو مرنے دو کہ اسی میں
اسلام کی زندگی ہے۔"

ساتواں نقصان

اس عقیدے سے ساتواں نقصان یہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے عقیدۂ ختمِ نبوت کے ساتھ اس کا ٹکراؤ ہوتا ہے اور اس سے حضورؐ کی مُہرِ ختمیت ٹوٹتی ہے۔

علماءِ مخالفین ہمیں بے شک (خلافِ واقعہ طور پر) ختمِ نبوت کا منکر کہیں لیکن احمدی جو غیرت حضورؐ کی ختمِ نبوت کے متعلق رکھتے ہیں دوسرے ایسی ہرگز نہیں رکھتے۔

حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب "ایک غلطی کا ازالہ" میں فرماتے ہیں:۔

"اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مُہر ٹوٹ جائے ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں اور یہ بروز خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہدہ تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ اور انبیاء کو اپنے بروز پر غیرت نہیں ہوتی کیونکہ وہ انہی کی صورت اور انہی کا نقش ہے لیکن دوسرے پر ضرور غیرت ہوتی ہے دیکھو حضرت موسیٰؑ نے معراج کی رات جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مقام سے آگے نکل گئے تو کیونکر رو رو کر اپنی غیرت ظاہر کی۔ تو پھر جس حالت میں خدا تو فرمائے کہ تیرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا اور پھر اپنے فرمودہ کے برخلاف عیسیٰ کو بھیج دے تو پھر کس قدر یہ فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلآزاری کا موجب ہوگا۔ غرض بروزی رنگ کی نبوت سے ختمِ نبوت میں فرق نہیں آتا اور نہ مُہر ٹوٹتی ہے لیکن کسی دوسرے نبی کے آنے سے اسلام کی بیخ کنی ہو جاتی ہے۔"

آٹھواں نقصان

اس غلط عقیدے کے نتیجہ میں مسلمانوں کی نگاہیں ایک غلط طرف لگی ہوئی ہیں۔ انہوں نے خود دیکھا کہ ہر صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ نے احیاء و تجدیدِ دین کے لئے مجددین مبعوث فرمائے لیکن انہوں نے یہ نہ سوچا کہ دجال کے ساتھ آخری جنگ کی فتح وہ کیوں ایک غیر قوم کے نبی کی طرف منسوب کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بڑا ہی غیرت دلانے والا خیال تھا کہ غیر آئے گا اور مسلمانوں کو گمراہی سے نکال کر ان کی اصلاح کرے گا اور اپنے احسان کا بار نعوذ باللہ فخر الاولین والآخرین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈالے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہِ ذقن
واں مسیح ناصری شد از دم او بے شمار

مسیح کی کیا مجال تھی کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی اصلاح کے لئے آتا۔ کیا سردارِ دو عالم کی قوتِ قدسیہ و تزکیہ ختم ہو گئی تھی کہ اب اُمت سے کوئی نہ آئے؟ یہ خیال بالکل باطل اور اُمتِ محمدیہ کو ایک شدید مایوسی اور احساسِ کمتری میں مبتلا کرنے والا ہے۔

نہ آسمان پر کوئی گیا تھا نہ کسی نے آنا ہے۔ یہ عیسائیوں کی اپنے نبی سے بے جا محبت کی وجہ تھی جو یہ عقیدہ گھڑا گیا۔ جب وہ ظاہرہ طور پر دنیا میں کامیاب نہ ہوئے تو انہوں نے اپنے دل کو بہلانے کی خاطر یہ عقیدہ ایجاد کیا کہ مسیح آسمان پر چڑھ گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ نے حضرت مسیح ناصریؑ سے بڑھ کر انسان پیدا کرنا تھا جس نے اسی زمین ہی سے اور اسی اُمت میں سے ہونا تھا۔ وہ انسان قادیان کی سرزمین میں پیدا ہوا اور ایک عالم کو اپنا مسیح و مہدی ہونا منوا گیا۔

اپنے مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اقتباس پر ختم کرتا ہوں۔ حضورؑ تذکرۃ الشہادتین میں فرماتے ہیں:-

"یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی اُن میں سے عیسیٰ ابن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اُن کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی ابن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھیگی۔ تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائینگے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہو گی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نا اُمید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدے کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔ مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولیگا اور کوئی نہیں جو اسکو روک سکے" +

اسلام اور بہائیت — (تبلیغی مذاکرہ)

(مکرم شیخ عبد اللطیف صاحب ناظم اصلاح و ارشاد مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور)

مورخہ ۱۰/۲/۶۴ بروز جمعۃ المبارک صبح ۸ بجے سے ۱۱ بجے تک بہائی سنٹر لائلپور کے انچارج مسمی جان محمد صاحب سے ایک شریف غیر از جماعت کے مکان پر تبادلہ خیالات ہوا جس کا خلاصہ قارئین خالد کی ضیافتِ طبع کے لئے رقم کیا جاتا ہے :-

موضوع یہ تھا کہ "قرآن مجید دائمی شریعت ہے یا نہیں ؟" خاکسار کا موقف یہ تھا کہ شریعت منسوخ تب ہوتی ہے کہ (۱) وہ شریعت محرف مبدل ہو چکی ہو۔ (۲) محدود زمانہ کے لئے مختص القوم ہو یا ناقص ہو۔ ان میں سے کوئی بات بھی شریعتِ محمدیہ میں نہیں پائی جاتی آیتِ قرآنی اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ میں اس کی حفاظت کا وعدہ ہے اور کوئی بھی قرآن مجید میں ہرگز تحریف ثابت نہیں کر سکتا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ... الخ اور اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرًا لِّلْعٰلَمِيْنَ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ سے واضح ہے کہ یہ شریعت سب جہانوں اور سب زمانوں کے لئے ہے۔ ہاں اگر آپ موازنہ کریں تو آپ پر عیاں ہو گا کہ بہائی شریعت میں جو باتیں ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے بھی انسانی فطرت شرمسار ہوتی ہے۔ جیسے :-

(۱) بہائی شریعت اقدس میں لکھا ہے کہ :-

"قد حرم علیکم ازواج اٰبائکم"

یعنی باپ کی بیویوں سے نکاح حرام ہے باقی کسی اور کی حرمت کا ذکر موجود نہیں۔ یعنی لڑکی، بہن، بھانجی، بھتیجی وغیرہ۔

(۲) میاں بیوی کے تعلقات سے پرہیز بہائی روزہ کی شرط نہیں۔ منی کے پانی کو پاک قرار دیا گیا ہے۔

(۳) زنا کی سزا صرف ۹ مثقال بیت العدل میں ادا کرے۔ جو کسی کو دکھ پہنچائے ۱۹ مثقال۔ جو گھر جلائے اس کو جلا دو۔

اگرچہ بیت العدل ابھی تک میسر نہ قرار شد۔ زنا جیسے جرم پر سزا ۹ مثقال مقرر کر کے زناکاری پر جرأت دلائی گئی ہے۔

(۴) توحید کی بجائے انسان پرستی، قبر پرستی کی بنیاد رکھی ہے۔ بہاء اللہ نے کہا ہے :-

"جب تک میں زندہ رہوں میری طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔ جہاں میں جاؤں اُدھر ہی قبلہ ہو گا۔ اور جب میں مر جاؤں تو میری قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرو۔"

(۵) "لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا الْمَسْجُوْدُ الفرید" کے کیا معنی ہیں۔ اس کے مقابل لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر غور کریں۔

(۶) شراب و سُؤر کی حُرمت نہیں۔

(۷) ۱۹ سال کے بعد گھر کا سامان تبدیل کرنے کا حکم ہے۔

کیا آپ اس پر عمل کرتے ہیں؟

پس ایسی شریعت جس پر عمل کرنا تو الگ رہا زبان پر لاتے ہوئے انسان کا سر ندامت سے جُھک جاتا ہے اس قابل ہے کہ اس کو نیک فطرت انسان قبول کرے؟ کجایہ کہ قرآنی شریعت کی ناسخ قرار دی جائے۔ فتدبر!

جواباً بہائی صاحب جناب بہاء اللہ صاحب کی بعض تحریریں سُنانے لگے کہ:۔

(۱) وہ انسان تھے، خدا نہیں تھے۔

(۲) احادیث میں پیشگوئی موجود ہے کہ مسیح آئے گا۔

(۳) نیا رسول نئی شریعت لائے گا۔

(۴) ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْہِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ اَلْفَ سَنَۃٍ کے مطابق ہزار سال میں قرآنی شریعت منسوخ ہو جائے گی۔

(۵) لِکُلِّ اُمَّۃٍ اَجَلٌ۔ ہر اُمّت کی ایک میعاد ہوتی ہے۔

خاکسار نے ان اعتراضات کے مندرجہ ذیل جوابات پیش کئے:۔

(۱) پہلے سوال کے جواب میں مَیں نے عرض کی کہ اس میں تو کوئی انکار نہیں کہ بہاء اللہ انسان تھے جیسے مسیح ابن مریم انسان تھے لیکن پھر بھی ان کو خدا کہا جاتا ہے۔ کیا یہ عبارت جس میں دعویٰ الوہیت ہے صحیح ہے یا غلط؟:۔

"والذی ینطق فی السّجن الاعظم انّہٗ لخالق الاشیاء"

(مجموعہ اقدس صـ۲۲۵)

پھر بہاء اللہ نے کہا ہے کہ مجھے گزشتہ اور آئندہ سب کا علم ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ بہاء اللہ نے خدائی کا دعویٰ کیا مگر آپ نہیں مانتے۔ اس عبارت کا کیا جواب ہے جو میرزا حیدر علی بہائی مبلّغ لکھتے ہیں کہ ہم "بہاء اللہ کی الوہیت پر ایمان لاتے ہیں۔" (بہجۃ الصدور صـ۳۶۷) یہ کس کی کتاب ہے؟

اس پر جان محمد بہائی کہنے لگے۔ یہ صحیح ہے مگر ہم صفات میں خدا مانتے ہیں۔ صدرِ مجلس نے کہا کہ پہلے آپ انکار کرتے تھے۔ خاکسار نے عرض کی کہ ان کو حکم ہے کہ اپنے مذہب کو چھپاؤ۔ مجبوراً اقرار کرنا پڑا۔ یہ تو استر ذھبك و ذھابك و مذھبك پر عمل کرتے ہیں۔

(۲) بہائی مبلّغ کے دوسرے سوال کے جواب میں مَیں نے بتایا کہ احادیث میں جس آنے والے کی پیشگوئی ہے وہ مسیح الاسلام ہوگا نہ کہ ناسخ شریعتِ محمدیہ۔ آیتِ قرآنی وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ نیز حدیث کیف تَھْلِکُ اُمَّۃٌ اَنَا اَوّلُھا وعیسی ابن مریم اٰخرھا۔ (کنز العمال) (یعنی وہ اُمّت جس کے شروع میں مَیں ہوں اور آخر میں مسیح موعود آئے گا کیسے ہلاک ہو سکتی ہے)

قبولِ احمدیت کی دلچسپ داستان

(مکرم محمد شریف صاحب ایم۔اے لیکچرار اسلامیات گورنمنٹ کالج بہاولنگر)

۲۱ فروری ۱۹۶۴ء کا دن میری زندگی کا یومِ سعادت تھا کیونکہ اس دن مجھے بیعت فارم پُر کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک الفضل العظیم۔ اس سعادت کا حصول خاکسار کو اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور رہنمائی کے نتیجہ میں ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کی تربیت بچپن سے کچھ اس نہج پر ہوئی کہ حق بات کی قبولیت میری سرشت میں آ گئی۔ جب اُس عزیز و حکیم خدا نے سمجھا کہ اب وقت ہے کہ امامِ وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لگائے ہوئے مقدس پودے کا تعارف کروائے تو اُس نے معجزانہ طور پر قبولِ حق کی توفیق بخشی اور خاکسار نے آمنّا وصدّقنا کہہ کر اس کو قبول کیا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

خاکسار کا سنِ ولادت ۱۹۳۸ء ہے۔ ابھی خاکسار کی عمر نو سال کی تھی کہ والد صاحب ۱۹۴۷ء میں دورانِ ہجرت پاکستان میں قدم رکھتے ہی اپنے خدا سے جا ملے اور خاکسار کو مع چھوٹے تین بہن بھائیوں کے چچاؤں کی کفالت میں چھوڑ گئے۔ اس سانحہ کا خاکسار کی طبیعت پر بے حد اثر ہوا۔ کیونکہ والد صاحب کی وفات کچھ اس طرح ہوئی کہ خاکسار کے خاندان کا کوئی بشر بھی ان کے آخری لمحات میں پاس نہیں تھا اور تقریباً تین ماہ کی مسلسل تلاش کے بعد ہمیں پتہ چلا تھا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ اسی لئے خاکسار کے دل نے اُن کی وفات کو کافی دیر تک قبول نہیں کیا تھا، یُوں محسوس ہوتا تھا کہ ابھی کہیں سے آجائیں گے۔ اس وجہ سے خاکسار کی طبیعت میں خاموشی اور تنہائی پسندی آگئی اور اللہ تعالیٰ نے دس سال کی عمر میں قرآن مجید پڑھنے اور نماز کا شوق دل میں پیدا کر دیا اور مسجد کی محبت پیدا ہو گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اضطراب دُور ہوا اور قلب میں سکون و اطمینان پیدا ہوا۔

خاکسار نے ۱۹۵۶ء میں میٹرک کا امتحان گاؤں میں ہی رہتے ہوئے پاس کر لیا۔ اس وقت تک خاکسار کو قرآن مجید باترجمہ پڑھنے کا شوق رہا جس کو پڑھتے وقت خاکسار کے ذہن میں یہ بات ہوا کرتی تھی کہ قرآن پاک گویا خاکسار ہی پر خداوند تعالیٰ کی طرف سے ابھی ابھی نازل ہو رہا ہے اور زندگی میں جو کام خاکسار کے کرنے کے ہیں وہ بتائے جا رہے ہیں اور جو نہیں کرنے کے اُن سے منع کیا جا رہا ہے۔ اس سے بے حد اطمینانِ قلب نصیب ہوتا تھا۔

اس کے بعد خاکسار کو مزید تعلیم کے حصول کی خاطر لاہور میں ٹھہرنا پڑا اور خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل اور رحم سے قرآن مجید اور نماز سے وابستگی کی توفیق

یہاں بھی ویسے ہی بخشتی جیسے گاؤں میں تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نئی مغربی تہذیب کی ہر برائی سے دل میں نفرت پیدا ہوئی اور ایم اے تک اللہ تعالیٰ نے لاہور میں قیام کے باوجود سینما دیکھنے اور ناول پڑھنے سے بالکل محفوظ رکھا اور بُرے ساتھیوں کی صحبت سے بچایا اور مسجد سے محبت کی توفیق ملی رہی اور قرآن مجید کی تلاوت میں جس دن کوتاہی ہو جاتی دل پر بے حد اضطراب رہتا تھا، گویا کوئی نقصان ہو گیا ہے۔

بچپن سے ایم۔ اے تک کی زندگی میں احمدیت کے متعلق خاکسار کو بالکل کچھ علم نہیں تھا۔ مولویوں سے سُنی سُنائی کچھ باتیں تھیں جن پر کبھی غور ہی نہیں کیا تھا۔ ایم۔ اے اسلامیات کے دوران میں خاکسار کو قرآن مجید کی مختلف تفاسیر پڑھنے کی توفیق ملی۔ چونکہ خاکسار کے دل میں بچپن ہی سے قدرتی طور پر یہ بات راسخ ہو چکی تھی کہ قرآن مجید خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہر انسان کی ہدایت کے لئے نازل کیا گیا ہے اور ہر زمانہ کے انسان کو یہ ہدایت دیتا ہے۔ مگر اکثر تفاسیر میں یہی بات پائی جاتی تھی کہ اِس آیت کا شانِ نزول یہ ہے اور فلاں واقعہ کی طرف یہ اشارہ کرتی ہے۔ اور اکثر آیات قیامت اور آخرت کی زندگی سے متعلق ہیں۔ مگر کوئی مفسر اپنی ذاتی رائے سے موجودہ زمانہ کے لئے قرآن مجید کی تفسیر نہیں کرتا تھا جس سے خاکسار کو قلبی و ذہنی تسلی میسر آتی۔ اِسی اثنا میں مولانا محمد علی صاحب کی تفسیر جو بیان القرآن کے نام سے اُردو میں ہے خاکسار کو مل گئی۔ اس کے پڑھنے سے خاکسار کو بے حد خوشی ہوئی اور ہدایت ہدایتِ زمانہ کے تقاضوں کو پورا کرتی ہوئی دکھائی دینے لگی۔

بعد ازاں مکرم علامہ علاؤ الدین صدیقی صاحب (جو خاکسار کے واجب الاحترام استاد ہیں) کی تجویز کردہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کو پڑھنے کا موقع ملا۔ جس کے پڑھنے سے دل و دماغ میں ایک جِلا پیدا ہوئی، اور علمی رنگ میں اسلام کی فوقیت واضح ہوئی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیثیت یا احمدیت کے متعلق تحقیق کا کبھی خیال ہی پیدا نہیں ہوا تھا۔

فروری ۱۹۶۳ء کو خاکسار کی تقرری بطور لیکچرار اسلامیات کے گورنمنٹ کالج رحیم یار خاں ہو گئی اور سکونت کے لئے ہوسٹل میسر آیا جہاں ہم سات آٹھ لیکچررز مقیم تھے۔ رحیم یار خاں میں خاکسار کے قیام کو ابھی ایک ماہ ہی گزرا ہوگا کہ ربوہ سے ایک احمدی دوست عبد السمیع صاحب ایم ایس سی بطور لیکچرار طبیعیات وہاں پہنچے اور انہوں نے خاکسار ہی کے کمرہ میں ایک چوتھے ساتھی کی حیثیت سے قیام کیا۔ چونکہ ان کی چارپائی خاکسار کے بالکل ساتھ تھی اس لئے دوستانہ تعلقات قائم ہونے میں کچھ دیر نہ لگی۔ ہماری اس دوستی کو دیگر پروفیسر صاحبان اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے لیکن وہ اس کا اظہار بھی کم ہی کرتے۔ ایک روز کالج بلڈنگ میں تقریباً دوپہر کے وقت جبکہ کلاسز ختم ہو چکی تھیں، ایک کمرہ میں ایک پروفیسر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے خاکسار سے ہوسٹل چلنے کے لئے مصاحبت کرنے کو کہا۔ خاکسار کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے "آپ چلئے میں سمیع صاحب کے ساتھ آتا ہوں"۔ پروفیسر صاحب نے جھٹ لہجہ بدلتے ہوئے کہا "تم سمیع کے ساتھ ہی رہتے ہو، وہ تو مرزائی ہے۔" خاکسار نے انہیں جواباً کہا۔ مرزائی ہے تو پھر کیا ہوا انسان تو ہے نا"۔ پروفیسر صاحب نے کہا تم اسلامیات کے پروفیسر ہو اور کافر کے ساتھ دوستی رکھتے ہو؟ خاکسار نے پروفیسر صاحب

سے پوچھا "یہ کافر کس طرح ہو گئے، یہ تو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں"۔ پروفیسر صاحب نے فرمایا "تمہیں کچھ پتہ ہی نہیں۔ علماء کا فتویٰ ہے کہ مرزائی کافر ہیں"۔ خاکسار نے پوچھا "اچھا علماء کا فتویٰ ہے؟ میں نے تو کوئی فتویٰ وغیرہ نہیں پڑھا"۔

یہ باتیں ابھی ہو ہی رہی تھیں کہ سمیع صاحب کمرہ سے باہر آتے ہوئے دکھائی دیئے تو پروفیسر صاحب رک گئے اور خاکسار کو کہنے لگے کہ ان باتوں کا ذکر سمیع صاحب سے نہ کرنا۔ کیونکہ میں اُن سے بات نہیں کرنا چاہتا۔

پروفیسر صاحب کی اس گفتگو نے خاکسار کو متفکر کر دیا۔ خاکسار نے اس کا حل قرآن مجید سے تلاش کرنے کی کوشش کی تو فوری طور پر قرآن مجید کی یہ آیت خاکسار کے ذہن میں آئی کہ قرآن مجید کا تو ارشاد یہ ہے کہ "وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ اَلْقٰۤی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا" یعنی جو کوئی تم کو سلام کہے اُس کو تم یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے۔ اور مرزائی حضرات تو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ یہ علماء کی سخت غلطی ہے جو ان کی تکفیر کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں خاکسار کے دل پر پروفیسر صاحب کی بزدلی کا بھی گہرا اثر ہوا کہ اگر یہ حق پر ہیں تو ڈرتے کیوں ہیں۔

فرقہ پرستی سے خاکسار کو قرآن مجید کی برکت سے پہلے ہی سے نفرت تھی اور اکثر اس آیت پر غور کرتا رہتا تھا کہ قرآن مجید کا تو فرمان ہے "وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا" کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی رسّی (قرآن مجید اور سنّتِ رسولؐ) کو مضبوطی سے مل کر تھامے رکھو اور متفرق نہ ہونا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تہتّر فرقوں والی حدیث میں اُمت میں پیدا ہونے والی ایک بیماری سے آگاہ کیا ہے اور اس سے بچاؤ کی تلقین کی ہے۔ لیکن مولوی حضرات اس کو بڑے فخر سے پیش کرتے ہیں۔ یہ اُن کی غلطی اور دین سے لاعلمی کا نتیجہ ہے۔

اس کے بعد کالج گرمیوں کی تعطیلات کے لئے بند ہو گیا اور ستمبر میں کالج کے کھلنے پر سمیع صاحب اور خاکسار نے مشترکہ طور پر الگ رہائش کا انتظام کر لیا۔ یہ بات پروفیسر صاحبان کو اور بھی زیادہ ناگوار گزری اور اُن کو خدشہ ہوا کہ یہ اب ضرور احمدی ہو جائے گا۔ وہ خاکسار سے عموماً اُلجھتے رہتے تھے۔ اور اس کی بنیادی وجہ یہی تھی کہ وہ احمدیوں کو کافر کہتے تھے اور خاکسار احمدیوں کو کافر کہنے سے انکاری تھا۔

ایک روز اسی طرح جھگڑا ہوا تو ایک صاحب جو نئے نئے وہاں لیکچرار ہو کر گئے تھے انہوں نے خاکسار سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ مرزائیوں کے حق میں بولتے ہیں لیکن آپ کے پاس کوئی ٹھوس دلائل نہیں ہیں۔ خاکسار پر یہ بات بہت اثر انداز ہوئی اور خاکسار نے سمیع صاحب سے آ کر گزارش کی کہ آپ مجھے کچھ اپنے مسلک کا لٹریچر دیں تا کہ میں آپ کے مسلک پر دلائل سے بات تو کر سکوں۔ سو سمیع صاحب جب دسمبر کی چھٹیوں میں ربوہ آئے تو واپسی پر خاکسار کے لئے کافی لٹریچر لے گئے۔ جس میں سے خاکسار نے سب سے پہلے تفسیر کبیر میں سے سورۃ عادیات کی تفسیر پڑھی۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ مولانا محمد علی کی تفسیر کی (جس کو خاکسار بہترین تصور کرتا تھا) وقعت کم ہو گئی اور یہ تفسیر بہترین قرار پائی۔ علاوہ ازیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ایک تقریر "منہاج الطالبین" کے نام سے پڑھی جس سے روحانیت میں بے حد اضافہ ہوا۔ بعد ازاں حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ کا مرتّب کردہ کتابچہ "ہماری تعلیم"

پڑھنے کی توفیق ملی۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب چشمۂ معرفت مکمل پڑھی۔ جب اس کتاب کو پڑھ رہا تھا تو روح کو سکون اور فرحت میسّر آرہی تھی اور وہ چاشنی دل کو محسوس ہوئی جو قرآن و حدیث کے بعد کبھی کسی تحریر کے پڑھنے سے میسّر نہیں آئی تھی۔ دیر تک پڑھنے کے باوجود دماغ یا زبان تھکن محسوس نہیں کرتے تھے اور بلند آواز سے پڑھتا تو اور بھی سرور آتا تھا۔ جب اس کتاب کے آخری صفحات پر پہنچا جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توحید الٰہی کے متعلق بے حد جلالی انداز میں تحریر فرمایا ہے "خدا تعالیٰ وہ خزانہ ہے جو لینے کے لائق ہے خواہ جان دینے سے حاصل ہو" (خاکسار یہ حصہ سمیع صاحب کو پڑھ کر سنا رہا تھا) پڑھتے پڑھتے رُک کر زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے کہ "خدا کی قسم توحید خداوندی کے متعلق ایسی تحریر جھوٹے کو کبھی نصیب نہیں ہو سکتی"۔

اس کے کچھ دن بعد دل نے خواہش کی کہ ربوہ دیکھنا چاہیئے۔ اس اثناء میں خاکسار نے احمدیہ مسجد میں جا کر نمازیں پڑھنی شروع کر دیں۔ اور پہلے دن جمعہ کی نماز میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ اکثر حضرات لمبے لمبے سجدے کرتے ہیں۔ اور نمازوں میں اور دعا کے وقت رقت طاری ہو جاتی ہے یہ نظارہ دیکھ کر خاکسار پر بھی رقت طاری ہو گئی۔ یہ سوچ کر کہ صحابہؓ کا یہی نمونہ ہے اور لوگ ان کو کافر کہتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک ھذا بھتان عظیم۔

چنانچہ ۲۰ر فروری ۱۹۶۳ء کو اللہ تعالیٰ نے ربوہ دیکھنے کی توفیق دی۔ یہاں پر اسلامی نمونہ (Islam in Practice) کی جھلک دکھائی دی۔ حضرت صاحبزادہ میاں رفیع احمد صاحب کی ملاقات خدام الاحمدیہ کے دفتر میں ہوئی جبکہ آپ کام میں مصروف تھے۔ آپ کو دیکھتے ہی خاکسار کو خداوند تعالیٰ کی قدوسیت یاد آگئی۔ آپ نے گفتگو کے دوران میں فرمایا کہ اگر مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے دوبارہ خداوند تعالیٰ کی توحید دنیا میں ظاہر نہ ہوتی تو دنیا کو خدا تعالیٰ تباہ کر دیتا کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس دنیا کو کیا کرنا تھا؟ یہ الفاظ سن کر خاکسار نے یوں محسوس کیا گویا آپ کی زبان سے اللہ تعالیٰ کلام کر رہا ہے۔

خاکسار آپ سے درخواست دعا کے بعد رخصت ہوا۔ تحریک جدید اور صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر میں پہنچا تو یوں محسوس ہوا کہ گویا حضرت عمرؓ کا عہد مبارک دوبارہ قائم ہے اور جو اصلاحات آپ نے نافذ کی تھیں بالکل ان کے نقش قدم پر مختلف شعبے قائم ہیں جن کے نام جو ہم تاریخ کی کتب میں پڑھا کرتے ہیں آج کمروں کے دروازوں پر لگی ہوئی تختیوں پر لکھے ہوئے ہیں۔ الحمد للہ یہی وہ زمانہ ہے جسکی بشارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ اس کے بعد حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری سے ملاقات ہوئی تو آپ کی کمزوری اور بڑھاپے کے باوجود آپکے چہرہ سے نورانیت ٹپکتی پائی۔ اور حافظہ ماشاء اللہ ایسا کہ کتب کے حوالے زبانی بتا رہے تھے۔ یہ دیکھ کر دل نے کہا بخدا (نعوذ باللہ) جھوٹے کے پیروؤں کو یہ نعمت نصیب ہو ہی نہیں سکتی۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ دل کو وہ اطمینان اور سکون میسر آیا کہ ہر قسم کے شبہات دور ہو گئے الحمد للہ۔

اسی شام کو ربوہ سے واپس رحیم خاں کے لئے
چل پڑا اور ۲۱ فروری کو نماز مغرب کے بعد مربی سلسلہ احمدیہ
جناب محمد اشرف صاحب ناصر سے بیعت فارم لیکر پُر کر دیا۔
اور خداوند تعالیٰ کے فضل اور اُس کے رحم سے سلسلہ میں
شمولیت کی توفیق ملی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک
الفضل العظیم۔

اس کے بعد شدید مخالفت ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ
نے اپنی نصرت کا ہاتھ بڑھایا اور استقامت عطا فرمائی۔
اور ہر مخالف کو ذلیل ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے
دیکھ کر ایمان میں پختگی اور احمدیت کی سچائی کا ثبوت ملا۔
ابھی تک گھر والوں کی طرف سے مخالفت زوروں پر
ہے جو انشاء اللہ مفید ہی ثابت ہو گی جیسے پہلے مخالفت
ہی سے خاکسار کو احمدیت نصیب ہوئی ہے۔

آخر میں احباب کرام سے عاجزانہ درخواست
ہے کہ وہ دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اسلام اور احمدیت
کی تعلیمات پر عمل پیرا رہنے اور اپنے اس نور کو ہزاروں ہزار
لوگوں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے، بہتوں کی ہدایت
کا موجب بنائے اور زندگی کی فلاح سے نوازے۔ آمین
ثم آمین۔ وما توفیقی الا باللہ العلیّ العظیم +

بیا ساقی! کہ دَورِ نَو ہے پھر بیداد پر مائل
"شبِ تاریک، بیمِ موج، گرداب چنیں حائل"
ہجومِ حاسداں ہے بحرِ طغیانی کے ریلے ہیں
الٰہی المدد! ہم اس تلاطم میں اکیلے ہیں!
(اختر ایم۔اے)

قائدینِ مجالس کی فوری توجہ کے لئے

اسلامی تعلیمات اور سیدنا حضرت رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں احباب جماعت اور نوجوانوں
میں وقارِ عمل کی صحیح رُوح پیدا کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ حضرت
خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تحریرات کے علاوہ اپنے
خطبات و تحریرات میں بارہا اسکی اہمیت اور دور رس اثرات کا تجزیہ
فرما چکے ہیں۔ انہی ارشادات کی روشنی میں شعبۂ "وقارِ عمل" مجلسِ مرکزیہ نے
سکیم تیار کی ہے جو کہ بجٹ لائحہ عمل میں موجود ہے جس پر مجالس مقامی
اپنے حالات و وسائل کے مطابق عمل پیرا ہونے کی سعی میں مصروف ہیں۔ امسال
اس ضمن میں محترم صدر مجلس نے ہدایت فرمائی ہے کہ مجلس عاملہ مرکزیہ کے
جملہ اراکین ہر جمعہ کو یا ہفتہ میں کسی اور دن اپنے ہاتھ سے کوئی نہ کوئی
کام کر کے "وقارِ عمل" کا نمونہ قائم کریں۔ مثلاً گھر کے کام کاج میں
ہاتھ بٹائیں ___ گھر اور ماحول کی صفائی میں حصہ لیں ___ بازار سے
سبزی اور سودا سلف خود خرید کریں ___ اپنا کوئی کپڑا دھوئیں
___ اپنے جوتے پالش کریں وغیرہ وغیرہ۔ بمقام مسرت ہے کہ مجلس
عاملہ اس پر عمل کر رہی ہے۔

تمام قائدین مجالس کو ابتدائے سال میں سرکلر اور پھر
خطوط کے ذریعے بھی سکیم کے اس خصوصی پہلو کی اطلاع دیکر اپیل
کی گئی تھی کہ اپنی اپنی مجلس عاملہ کو بھی یہی نمونہ دکھانے کی تلقین فرمائیں۔
بعض مجالس کی طرف سے اس سکیم پر عملدرآمد کی اطلاع ملی ہے۔
ان سطور کے ذریعے قائدین مجالس سے درخواست ہے کہ فوری
اور موثر عملدرآمد کے بعد اطلاع سے سرفراز فرمائیں +

(مہتمم وقارِ عمل مجلس مرکزیہ)

دلچسپ سائنسی معلومات

(مرسلہ۔ مرزا ظفر احمد صاحب دارالصدر غربی۔ ربوہ)

۱۔ مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنے والی مشین

اب سے کچھ عرصہ قبل یہ بات کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتی تھی کہ مستقبل میں کوئی ایسی مشین ایجاد ہو سکے گی جو مختلف زبانوں میں ترجمہ کر سکے گی بلکہ اس قسم کی باتوں کو ناممکن ہی خیال کیا جاتا تھا۔ مگر اب ایسی مشینوں کی جانچ تجربہ گاہوں میں ہو رہی ہے۔ حال ہی میں ایک ایسی مشین کا مظاہرہ کیا گیا ہے جس نے روسی اخبار "پراودا" کے آٹھ ہزار الفاظ پر مشتمل ایک مضمون کا ترجمہ آٹھ منٹ میں کر دیا۔ اس مشین سے جو ترجمہ ہوا وہ سمجھ میں آ سکتا تھا مگر اس میں صرف و نحو کی کچھ غلطیاں تھیں جن کو آئندہ اصلاح کر کے درست کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ اندھوں کی جدید لاٹھی

لکڑی کی لاٹھی اب تک اندھوں کی واحد سہارا رہی ہے لیکن اب ایک ایسا برقی آلہ بنایا گیا ہے جس کے ذریعہ اندھے آسانی سے چل پھر سکتے ہیں۔ یہ آلہ "فوق صوتی" اختراع ہے جسے امدادی آنکھ سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ یہ آنکھ ایک طرح کا "ریڈار" ہے جس سے سنائی دینے والی آواز کی موجیں نکلتی رہتی ہیں۔ اور اگر راستہ میں کوئی شے حائل ہو تو اُس سے ٹکرا کر واپس آ جاتی ہیں۔ ان موجوں کا ادراک نابینا آدمی ایک دوسرے آلہ کی مدد سے بہ آسانی کر سکتا ہے۔

۳۔ دن بڑھا کر زیادہ انڈے حاصل کرنے کا طریق

دن بڑے ہوں تو مرغیاں زیادہ انڈے دیتی ہیں۔ مدتوں قبل سائنس دان اس نتیجہ پر پہنچ چکے تھے۔ اب روس کے شہر "کیف" میں ایک خودکار مشین ایجاد کی گئی ہے، جو مرغی خانہ میں لگا دی جاتی ہے۔ جاڑوں کے دنوں میں جب سورج غروب ہونے لگتا ہے تو مشین سے اتنی روشنی نکلتی ہے جتنی کہ سورج کے نیچے جانے سے کم ہو جاتی ہے۔ سورج ڈوبتا ہے اور اسی اعتبار سے مصنوعی روشنی بڑھتی جاتی ہے اور مرغیاں یہ سمجھتی ہیں کہ ابھی دن باقی ہے۔ اس طرح جاڑوں میں انڈوں کی پیداوار میں اضافہ کر لیا گیا ہے۔

۴۔ آتش فرو رنگ

امریکی سائنس دانوں نے ایک ایسا رنگ تیار کیا ہے جس پر آگ کا کوئی اثر نہیں ہوتا بلکہ آتش زدگی کا اثر اور کم ہو جاتا ہے۔ یہ رنگ دیکھنے میں عام رنگوں کی طرح ہوتا ہے لیکن جب اس پر آگ کا اثر ہوتا ہے تب

پر ایک دبیز کاربنی تہہ بنا لیتا ہے۔ یہ تہہ آگ کے اثر کو کم کرنے کے لئے ایک غلاف کا کام دیتی ہے۔

۵۔ زُہرہ پر زندگی کے امکانات

زمین کے باسی جس چیز کو زندگی کہتے ہیں وہ آکسیجن کے بغیر ممکن نہیں۔ اور اب تک زہرہ کے بارے میں یہ خیال تھا کہ اس سیارہ پر آکسیجن موجود نہیں۔ مگر روس کے ایک سائنس دان وتیر پروکوفیئن نے زہرہ سے آنے والی شعاعوں کا مطالعہ کر کے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اس سیارہ کی بالائی فضا میں آکسیجن موجود ہے۔ اس سیارہ کی شعاعی طیف ایک بہت بڑی شعاعی دوربین کی مدد سے اُس وقت حاصل کی گئی جب یہ زمین سے قریب ترین فاصلے پر تھا۔ روس کے سائنس دانوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ زہرہ پر کاربن اور نائٹروجن بھی موجود ہیں۔ آکسیجن، کاربن اور نائٹروجن کی موجودگی سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ زہرہ پر نامیاتی زندگی کے امکانات ہیں۔

۶۔ مُردہ زندہ ہو گیا

روس میں منک کلینک کے ڈاکٹروں نے مصنوعی دل اور پھیپھڑوں کے ذریعے ایک اکیس سالہ نوجوان کو مرنے کے ایک گھنٹہ بعد دوبارہ زندہ کر دیا۔ بتایا جاتا ہے کہ جب یہ بات پوری طرح طے ہو گئی اور آلات سے بھی معلوم ہو گیا کہ اس نوجوان کا انتقال ہو گیا ہے تب اس کے تقریباً اڑتالیس منٹ بعد پروفیسر سرجی لزبوف نے اسکے اعضاء مصنوعی دل اور پھیپھڑوں سے ملحق کر دیئے۔ اس کے چھ منٹ بعد اس نوجوان میں زندگی کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے۔ اٹھارہ منٹ کے بعد دل نے بھی کام کرنا شروع کر دیا اور دوسرے دن اس کے ہوش و حواس اچھی طرح بحال ہو گئے۔ (یہاں اس امر کی وضاحت کرنا ضروری ہے کہ کسی جسم پر حقیقی اور مکمل موت وارد ہونے کے بعد دنیا کی کوئی طاقت اسے دوبارہ زندگی نہیں بخش سکتی۔ دنیا کا کوئی سائنس دان جسم کے کسی چھوٹے سے چھوٹے خلیے کی موت کے بعد اس میں زندگی نہیں پیدا کر سکتا۔ ہاں اگر جسم کے خُلیات اور عضلات میں زندگی کی رمق باقی ہو جبکہ ظاہراً اس جسم کو قلب وغیرہ کی حرکت کے بند ہو جانے کے سبب مُردہ قرار دیا جا چکا ہو تو ایسے بظاہر مُردہ اور بے حس جسم میں آلات کے ذریعہ حرکت پیدا کر کے اُسے دوبارہ جگایا جا سکتا ہے۔ (ایڈیٹر)

۷۔ بے حس کرنیوالی ایک جدید اختراع

آپریشن کرنے کے لئے اب تک مریضوں کو کیمیاوی ادویہ کے ذریعے بے ہوش یا بے حس کیا جاتا رہا ہے لیکن دیکھا گیا ہے کہ ہوش میں آنے کے بعد مریضوں پر ان کے ذیلی اثرات خطرناک اور ناخوشگوار ہوتے ہیں کافی تجربات کے بعد اب یہ ممکن ہو گیا ہے کہ برقیاتی طور پر مریض کو بے ہوش کر دیا جائے۔ اس طرح نہ تو کوئی جان کا خطرہ ہے اور نہ ہی بعد میں کوئی مضر اثرات رونما ہوتے ہیں۔ اس طریقے میں برقیاتی طور پر مریض کے دماغ سے جسم کے تعلق کو عارضی طور پر ختم کر دیا جاتا ہے۔ جبکہ جھلی میں لگے ہوئے برقیرے مریض کی کنپٹیوں

سے باندھ دیئے جاتے ہیں۔ ان برقیروں میں ۱۲ تا ۷۴ وولٹ اور ۵۰ تا ۱۱۰ ملی ایمپئر طاقت کا کرنٹ دوڑتا ہے کرنٹ کی یہ مقدار مریض کو بے ہوش کرنے کے لئے کافی ہوتی ہے۔ اس دوران اس کے سب اعضاء صحیح طور پر بالکل اصلی حالت میں کام کرتے رہتے ہیں لیکن آپریشن کی تکلیف کا احساس اس کے دماغ کو قطعی نہیں ہوتا۔ آپریشن کے بعد جیسے ہی برقی رَو بند کی جاتی ہے مریض مکمل طور پر ہوش میں آجاتا ہے۔

۸۔ سُونگھنے والی مشین

انسان اور کچھ جانوروں میں قوتِ شامہ ایک ایسی قوت ہوتی ہے جس کے ذریعے وہ اشیاء کو سونگھ کر پہچان لیتے ہیں لیکن اب ایک ایسی مشین بنائی گئی ہے جو اشیاء کو سونگھ کر شناخت کر سکتی ہے۔ یہ مشینی اختراع مختلف اقسام کی شرابوں کی ایسی خفیف مہک کو بھی شناخت کر سکتی ہے جس کو انسانی ناک کسی طرح بھی نہیں سونگھ سکتی۔ اس کے موجد کا کہنا ہے کہ یہ مختلف شرابوں مثلاً ایتھائل الکوحل کو شناخت کرنے کے معاملے میں انسانی ناک سے بھی سوگنا زیادہ حساس ہے۔ ڈاکٹر روزنبو نے بتایا کہ یہ مشین شرابیوں کی شناخت کے لئے بنائی گئی ہے اور یہ انکے سانس کی تشریح کر کے بتا سکتی ہے کہ کسی شرابی نے کس قدر شراب پی ہے۔ یہ مشین ایک گلاس کی طرح ہوتی ہے اور برقی کیمیا کے اصول پر ایک بیٹری کی طرح کام کرتی ہے۔ جب معطر ہوا اس گلاس کے مائع سے ٹکراتی ہے تو اس میں ایک طرح کا تعامل ہوتا ہے جس کی پیمائش کی جا سکتی ہے۔

۹۔ آنکھ میں پیوندکاری کا عمل

بینائی میں کمی یا خرابی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آنکھ کا قرنیہ دھندلا یا غیر شفاف ہو جاتا ہے۔ یہ خرابی اب نہایت نازک عملِ جراحی کے ذریعے قرنیہ کے وسط میں پلاٹینی بھرت اور شیشے سے بنائے ہوئے مصنوعی عدسے کا پیوند لگا کر دور کی جا سکتی ہے۔ اس کا انکشاف میکسیکو کے مشہور ماہرِ چشم این۔ اے۔ مارس نے کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ اب تک بارہ مریضوں کی آنکھوں میں ایسے پیوند لگا چکے ہیں۔

۱۰۔ بے ہوش کرنے والا پستول

نیویارک کا محکمۂ پولیس ایک نئے قسم کے پستول کا تجربہ کر رہا ہے۔ اس پستول کو چلانے پر اس میں سے ایک سُوئی نکلتی ہے جو لگنے والے کو بے ہوش کر دیتی ہے۔ اس سُوئی میں لگی ہوئی دوائی کا اثر چند منٹوں میں زائل ہو جاتا ہے۔ اس پستول کے ذریعے پاگل جانوروں اور آدمیوں کو پکڑا جا سکتا ہے +

(ماخوذ)

(بقیہ از صفحہ ۲۴)

سے یہ ثابت ہے۔ فتدبّر!

(۳) تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ ہر رسول کے لئے نئی شریعت لانا ضروری نہیں۔ دنیا میں جتنے رسول آئے کیا سب صاحبِ شریعت تھے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جو رسول آئے وہ یَحْکُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا۔ یعنی تورات کے مطابق فیصلہ کرتے تھے، اب بھی جو مسیح آئے گا وہ اُمتی، مطیع اور متبع ہوگا۔

(۴) ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ۔ الخ۔ اس آیت میں عمل کا اُٹھنا مراد ہے ورنہ نسخ کے لئے ایک منٹ کافی ہوتا ہے ہزار سال کے ذکر کی کیا ضرورت تھی۔ سیاق و سباق بھی دیکھیں۔

(۵) اَجَل کے لفظی معنی مقررہ گھڑی کے ہیں۔ مراد ہلاکت اور تباہی کی گھڑی جو مکذبین کے لئے ہے۔ قرآنی شریعت تا قیامت ہے مختص الزمان نہیں۔ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ۔ اگر شریعت محمدیہ منسوخ ہوتی تو اس پر عمل کرنے والے تعلق باللہ سے محروم ہوتے اور خدا تعالےٰ سے ہم کلام ہونے کا شرف اُن کو ہرگز حاصل نہ ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت نے ثابت کر دیا کہ شریعت پر چلنے سے خدا تعالےٰ راضی ہوتا ہے۔ آپ کو الہام ہوا ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء۔ آپ کے ماننے والے ملہم ہوں گے لیکن کیا آپ لوگوں میں سے بھی کوئی ہے جس سے خدا ہمکلام ہوا ہو؟

اس دلچسپ مناظرہ کے اختتام پر صاحبِ صدر نے جو مشترکہ تھے یہ فیصلہ دیا کہ بہائی صاحب خاکسار کے ان دلائل کا جواب نہیں دے سکے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔
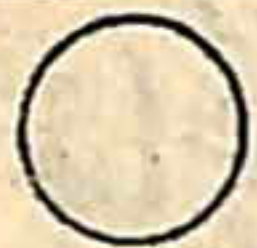
ایک بہت ضروری نصیحت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"آج کل زمانہ بہت خراب ہو رہا ہے۔ قسم قسم کا شرک، بدعت اور کئی خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ بیعت کے وقت جو اقرار کیا جاتا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ یہ اقرار خدا کے سامنے اقرار ہے۔ اب چاہیے کہ اس پر موت تک خوب قائم رہے۔ ورنہ سمجھو کہ بیعت نہیں کی اور اگر قائم ہو گے تو اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں برکت دے گا۔ اپنے اللہ کے منشاء کے مطابق پورا تقویٰ اختیار کرو۔ زمانہ نازک ہے، قہرِ الٰہی نمودار ہو رہا ہے جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق اپنے آپ کو بنا لے گا وہ اپنی جان اور اپنی آل و اولاد پر رحم کرے گا۔"

پیمانِ وفا

(مکرم ارشاد احمد صاحب شکیب۔ قائد خدام الاحمدیہ جیکب آباد)

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نظم "نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے" سے متاثر ہو کر)

ضائع ہم آپ کا پیغام نہ ہونے دینگے
سرنگوں پرچمِ اسلام نہ ہونے دینگے

دام ہم رنگِ زمیں لاکھ بچھائے باطل
طائرِ دل کو تہہِ دام نہ ہونے دینگے

اپنے اعمال کی تقویٰ پہ بنا رکھیں گے
دعوتِ فسق کبھی عام نہ ہونے دینگے

آپ کے فیض سے چمکا ہے جو مہرِ انور
ہم اُسے زیبِ رُخِ شام نہ ہونے دینگے

لاکھ طوفان اُٹھیں ظلم کے لیکن دل کو
ناشکیب آپ کے خدّام نہ ہونے دینگے

آپ سے عہد جو باندھا ہے وہ انشاء اللہ
ہم کبھی رُسوا سرِ عام نہ ہونے دینگے

عُلُومِ باطنی

(محترم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔اے)

(۱)

مصلح موعود کا نشان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشانات میں سے ایک عظیم الشان نشان ہے۔ آج سے قریباً اسّی سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ تجھے ایک عظیم الشان بیٹا دیا جائے گا جو اِن اِن صفات سے متصف ہوگا۔ اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بیٹا ہمارے سامنے موجود ہے۔ اور وہ صفات تمام کی تمام ہمیں اس میں جلوہ گر نظر آتی ہیں۔

اس پیشگوئی کی عظمت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مسیح موعود کے متعلق فرمایا تھا۔ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ کہ وہ شادی کرے گا اور اسے ایک عظیم الشان بیٹا دیا جائے گا۔

منجملہ ان صفات کے جن سے مصلح موعود نے متصف ہونا تھا ایک یہ ہے کہ وہ علومِ باطنی سے پُر کیا جائے گا۔

پیشتر اس کے کہ ہم یہ دیکھیں کہ وہ کس طرح علومِ باطنی سے پُر کیا گیا ہے ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ علومِ باطنی سے مراد کیا ہے؟ سو میرے نزدیک وہ علوم جو حواسِ ظاہرہ سے حاصل کئے جاتے ہیں وہ علومِ ظاہری کہلاتے ہیں اور وہ علوم جو باطنی حواس سے حاصل کئے جاتے ہیں وہ علومِ باطنی کہلاتے ہیں۔

جس طرح ہمارے ظاہری حواس ہیں مثلاً آنکھیں ہیں، کان ہیں اسی طرح ان کے مقابل میں رُوحانی آنکھیں اور روحانی کان بھی ہوتے ہیں۔ رُوحانی آنکھیں کشفی نظاروں کو دیکھتی ہیں اور آنے والے واقعات کو کشفی نظر سے دیکھ لیتی ہیں۔ اور روحانی کان اللہ تعالیٰ کی آواز کو سُنتے ہیں۔

پس مصلح موعود کے متعلق یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ وہ باطنی حواس سے حاصل ہونے والے علوم سے بھی پُر کیا جائے گا۔

حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ظاہری ابتدائی تعلیم جو آپ نے حاصل کی ہے وہ از حد محدود ہے۔ بمشکل آپ میٹرک تک پہنچے اور اس

مرحلے سے آگے نہ بڑھ سکے۔ لیکن یہ بات مقدّر تھی کہ اس عظیم الشان انسان کو اللہ تعالیٰ علم لدنّی عطا کرے گا۔ اور علم لدنّی اسی علم کو کہتے ہیں جو حواس باطنی سے حاصل کیا جائے، جو بذریعہ کشف و الہام یا القاء سے حاصل کیا جائے، جس علم کے حصول میں اپنی محنت و کاوش کو دخل نہ ہو۔

سو اس دعوے کے ثبوت میں کہ حضرت امیر المومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ اس قسم کے علوم باطنی سے بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے بھرپور ہیں۔ اس کے ثبوت میں مَیں سب سے پہلے آپ کے علمِ قرآن کو پیش کرتا ہوں۔

(۲)

قرآن کریم کے علوم آپ کو لدنّی طور پر سکھلائے گئے ہیں اور آپ ان علوم سے اس طرح پُر کئے گئے ہیں کہ فی زمانہ کوئی شخص آپ کا اس میدان میں مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مثال کے طور پر قرآن کریم کی سب سے پہلی سورۃ کو ہی لے لیں۔ سورۃ فاتحہ کے علوم کے متعلق آپ کا دعویٰ ہے کہ وہ لدنّی طور پر آپ کو سکھلائے گئے ہیں۔ چنانچہ آپ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:-

"مَیں اس جگہ اپنا ایک مشاہدہ بھی بیان کر دینا چاہتا ہوں۔ مَیں چھوٹا ہی تھا کہ مَیں نے خواب میں دیکھا مَیں مشرق کی طرف مُنہ کر کے کھڑا ہوں اور سامنے میرے ایک وسیع میدان ہے۔ اس میدان میں اس طرح کی ایک آواز پیدا ہوئی جیسے برتن کو ٹھکورنے سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ آواز فضا میں پھیلتی گئی۔ اور یوں معلوم ہوا کہ گویا وہ سب فضا میں پھیل گئی ہے۔ اس کے بعد اس آواز کا درمیانی حصہ متمثل ہونے لگا اور اس میں ایک چوکھٹا ظاہر ہونا شروع ہوا جیسے تصویروں کے چوکھٹے ہوتے ہیں۔ پھر اس چوکھٹے میں کچھ ہلکے سے رنگ پیدا ہونے لگے۔ آخر وہ رنگ روشن ہو کر ایک تصویر بن گئے اور اس تصویر میں حرکت پیدا ہوئی اور وہ ایک زندہ وجود بن گئی اور مَیں نے خیال کیا کہ یہ ایک فرشتہ ہے۔ وہ فرشتہ مجھ سے مخاطب ہوا اور اس نے مجھے کہا کہ کیا مَیں تم کو سورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھاؤں؟ تو مَیں نے کہا کہ ہاں آپ مجھے ضرور اس کی تفسیر سکھائیں۔ پھر اس فرشتہ نے مجھے سورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھانی شروع کی۔ یہاں تک کہ وہ اِیَّاکَ

نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ
تک پہنچا۔ یہاں پہنچ کر اُس
نے مجھے کہا کہ اس وقت تک جس
قدر تفاسیر لکھی جاچکی ہیں وہ اس
آیت تک ہیں۔ اس کے بعد
کی آیات کی کوئی تفسیر اب
تک نہیں لکھی گئی۔ پھر اُس
نے مجھ سے پوچھا کیا میں اس کے
بعد کی آیات کی تفسیر بھی تم کو سکھاؤں؟
اور میں نے کہا ہاں۔ جس پر فرشتہ
نے مجھے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِیْمَ اور اس کے
بعد کی آیات کی تفسیر سکھانی شروع
کی۔ اور جب وہ ختم کر چکا تو میری
آنکھ کھل گئی۔ اور جب میری آنکھ
کھلی تو میں نے دیکھا کہ اس تفسیر
کی ایک دو باتیں مجھے یاد تھیں۔
لیکن معاً بعد میں سو گیا اور جب
اُٹھا تو تفسیر کا کوئی حصہ بھی یاد
نہ تھا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد
مجھے ایک مجلس میں اس سورۃ پر
کچھ بولنا پڑا اور میں نے دیکھا کہ
اس کے نئے نئے مطالب میرے
ذہن میں نازل ہو رہے ہیں۔ اور
میں سمجھ گیا کہ فرشتہ کے تفسیر
سکھانے کا یہی مطلب تھا چنانچہ
اُس وقت سے لے کر آج تک
ہمیشہ اس سورۃ کے نئے نئے
مطالب مجھے سکھائے جاتے ہیں۔
جن میں سے سینکڑوں میں مختلف
کتابوں اور تقریروں میں بیان
کر چکا ہوں اور اس کے باوجود
وہ خزانہ خالی نہیں ہوا۔ چنانچہ دعا
کے متعلق جو گُر اس سورۃ میں بیان
ہوئے ہیں اور جن کا ذکر میں اوپر
کر آیا ہوں وہ بھی انہی تجارب
میں سے ہیں۔ کیونکہ سورۂ فاتحہ
کی تفسیر لکھتے وقت میرے دل
میں خیال گزرا کہ اس موقعہ
پر بھی اللہ تعالیٰ کوئی نئے مطالب
اس سورۃ کے کھولے۔ تو فوراً
اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان سات
اصول کا انکشاف ہوا جو دعا کے
متعلق اس سورۃ میں بیان ہیں۔
فالحمد للہ علیٰ ذالک۔
اور یہ جو کچھ لکھا گیا ہے محض خلاصہ
کے طور پر لکھا گیا ہے ورنہ ان اصول
میں بہت وسیع مطالب پوشیدہ
ہیں۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء"

(تفسیر کبیر جزء ا۔ صـ۶)

ہم میں سے قریباً ہر وہ شخص جسے ایک لمبے عرصے سے حضور کے خطبات و تقاریر سننے کا موقعہ ملا ہو اس بات پر شاہد ہے کہ سورۃ فاتحہ سے ہی قسما قسم کے مضامین اخذ کر کے حضور ہمارے سامنے نئے نئے رنگوں میں پیش فرماتے رہے ہیں۔ اور اگر حضور کے ان تمام کلمات و خطبات کو جمع کیا جائے جو سورۃ فاتحہ کی تشریح میں آپ نے ارشاد فرمائے ہیں تو ایک ضخیم جلد مرتب ہو سکتی ہے۔

قریباً پندرہ بیس برس ہوئے حضور کو سورۃ فاتحہ کے متعلق الہام ہوا۔ اِنَّمَا اُنْزِلَتِ الْفَاتِحَةُ لِتَدْمِيْرِ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ یعنی سورۂ فاتحہ کے نزول کی ایک خصوصی علتِ غائی فتنۂ دجال کا استیصال ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی حضور کو وہ مضامین سمجھائے گئے جن کے ذریعہ سے دجالی فتنہ کا استیصال مقدر ہے۔ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ جن ایام میں حضور نے اس الہام کو شائع کیا تو اس وقت حضور نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اگر کسی شخص کو مجھ سے بڑھ کر قرآن دانی کا دعویٰ ہے تو وہ اب فتنۂ دجال کے استیصال کے متعلق سورۂ فاتحہ سے مضامین نکال کر دکھائے۔ اور اس امر میں میرا مقابلہ کرے۔

پھر حضور کے علوم باطنی کا ایک بہت بڑا ثبوت آپ کی تصنیف تفسیر کبیر ہے۔ اور ہر شخص جو تفسیر کبیر کا مطالعہ کرتا ہے وہ اس بات کی گواہی دے گا کہ حضور علوم باطنی سے پُر کئے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے لدنی علم آپ کو عطا کیا جاتا ہے۔

علوم قرآن کے سلسلے میں ایک خاص علم جو آپ کو دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ کو قرآنی سورتوں کی اور آیات کی ترتیب سمجھائی گئی ہے۔ اور آپ کے نزدیک بسم اللہ کی ب سے لے کر والناس کی س تک مضمون کا ایک تسلسل پایا جاتا ہے۔ اور یہ وہ امر ہے جو اُن خاص نکات میں سے ہے جو اللہ تعالےٰ نے آپ پر ظاہر کئے ہیں۔

حضور کے علوم قرآن سے باطنی طور پر پُر ہونے کا ثبوت حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے وہ درس ہیں جو آپ ہر رمضان کے آخر میں آخری دو ہفتوں کے دیا کرتے تھے۔ ہر سال درس القرآن کے اختتام پر حضور سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کا درس فرماتے تھے۔ اور درس سننے والے شاہد ہیں کہ ہر سال ایک نیا اور اچھوتا مضمون آپ کو سمجھایا جاتا تھا۔ مجھے جب سے ہوش ہے میں حضور کے ان درسوں میں شامل ہوتا رہا ہوں اور مجھے یاد ہے کہ اکثر حضور اُن موقعوں پر یہ فرمایا کرتے تھے کہ عصر کی نماز میں ایک لمحے میں اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون میرے قلب پر نازل فرمایا ہے۔

ایک موقعہ پر ایک دوست نے حضور کی

خدمت میں تحریر لکھ بھیجی کہ حضور! اِن آخری سورتوں کی تفسیر آخر کب تک چلتی جائے گی، اب کوئی اَور دو سورتیں لیجئے تو اِس پر حضور نے اظہارِ ناراضگی فرمایا۔ اور فرمایا کہ جس دن ہمارے اندر یہ احساس پیدا ہوُا کہ قرآن کریم کے علوم ختم ہو سکتے ہیں وہ ہماری تباہی کا دن ہو گا۔ قرآن کریم تو وہ سمندر ہے جس کے معارف قیامت تک ختم نہ ہوں گے۔

(۳)

قرآنی علوم کے علاوہ باطنی علوم سے وہ اخبارِ غیبیہ بھی مراد ہیں جو الہام اور کشف و رؤیا کے طریق سے آپ کو ملے ہیں۔ اور یہ وہ باتیں ہیں جو جماعت کی ترقی و بہبودی کے سلسلے میں آپ کو الہام خفی کے ذریعہ سے سکھائی گئیں۔ جب سے حضور نے مسندِ خلافت پر قدم رکھا ہے جماعتِ احمدیہ پر کئی قسم کے ابتلاء آئے لیکن ہر موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے اُن ابتلاؤں کا مقابلہ کرنے کے لئے آپ کو علم لدنی عطا فرمایا۔

جماعت کے لئے ایک بہت بڑا ابتلاء وہ ابتلاء تھا جو حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جماعت کے سامنے آیا۔ جبکہ منکرین خلافت نے اپنے موقف کی تائید میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منصبِ نبوت سے ہی انکار کر دیا۔ تب اس وقت حضور نے اپنے علوم ظاہریہ سے بھی اس فتنے کا مقابلہ کیا اور اپنے علوم باطنی سے بھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا اعلان کیا۔ چنانچہ کشف میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مُنہ در مُنہ کھڑے ہو کر آپ کو فرمایا کہ مسیح موعود علیہ السلام نبی تھے۔

اسی طرح ۱۹۳۴ء میں جب احرار نے جماعت احمدیہ کے خلاف فتنہ کھڑا کیا تو اُس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل پر جماعت کی ترقی کی ایک سکیم القاء فرمائی جو آج تحریک جدید کے نام سے موسوم ہے۔ جب سے یہ تحریک جدید شروع ہوئی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ احمدیت کا زمین و آسمان ہی بدل گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدام دنیا کے کناروں تک آپ کے پیغام کو لے کر جا پہنچے اور اس فتنے کا بجائے اس کے کہ یہ اثر ہوتا کہ احمدیت دنیا سے مٹ جاتی یہ نتیجہ ہوُا کہ وہ دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گئی۔

اسی طرح سے نوجوانوں کی اصلاح کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ نوجوانوں کی اصلاح کا بہترین ذریعہ ہے کہ اُن کے اوقات کو دینی اور نیکی کے کاموں میں مصروف رکھا جائے۔ چنانچہ حضور نے تحریک خدام الاحمدیہ کو جاری کیا جس کے نتیجے میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ نوجوان جو اخلاص اور دیانتداری کے ساتھ اس تحریک میں حصہ لیتے ہیں ان کی قوت عملیہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جاتی ہے اور وہ سلسلے کے

آنے والے بوجھوں کو اُٹھانے کی ٹریننگ لیتے چلے جاتے ہیں۔

اِسی قسم کی غیبی تحریکوں میں سے جو آپ کے دل میں ڈالی گئیں ایک تحریک، پاکستان میں جماعت احمدیہ کے مرکز کے قیام کی تحریک تھی۔ اکثر لوگ اسے اتنا مشکل اور ناممکن الحصول سمجھتے تھے۔ مگر حضور کو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم کے مطابق پورا پورا یقین تھا کہ ہماری جماعت کے کاموں کی ترقی، تربیت و اصلاح اور دیگر امور سب سے زیادہ ایک مرکز کو چاہتے ہیں جہاں ہم دنیا کے خرخشوں سے علیحدہ رہ کر اللہ تعالےٰ کے نام کو بلند کر سکیں، اپنے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کر سکیں اور اپنے کاموں کو ہر رنگ میں وسیع کر سکیں۔ اِس کام میں بے شمار مشکلات تھیں مگر اللہ تعالیٰ ساتھ ساتھ ان کا حل آپ کو بتاتا چلا گیا اور خدا کے فضل سے بہت جلد ربوہ آباد ہو گیا۔

اِن امور کے علاوہ وہ امورِ غیبیہ ہیں جو وقتاً فوقتاً حضور پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور ہمارے لئے موجب ازدیادِ ایمان ہوتے ہیں۔ اور جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ شخص جو باتیں کہہ رہا ہے وہ صرف دنیوی علوم کی خشک منطق کی بناء پر ہی نہیں بلکہ اس کا تعلق اللہ تعالےٰ سے ہے جو سرچشمۂ علوم ہے اور جس کی طرف سے آنے والے علوم کی کوئی انتہاء نہیں اور ہم اپنی آنکھوں سے مصلح موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِس الہام کو پورا ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ:-

"وہ علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔"

علم برائے عرفان

(از جناب م۔ا۔ فرید آبادی۔ ربوہ)

زمانہ اعلیٰ ترین استاد اور دنیا بہترین کتاب ہے۔ صفحۂ ہستی پر کاتبِ تقدیر نے محرکات، واقعات اور نتائج کی صورت میں بزبانِ حال اپنے علمِ حقیقی کو ظاہر فرمایا ہے۔ اس صحیفۂ قدرت کی سٹیج پر ہر وجود ایک اداکار ہے ہر حرکت ایک تحریر اور ہر حرکت میں بین السطور اسباق، ہدایات اور علوم کے دریا بہہ رہے ہیں یہی وہ درسگاہِ فطرت ہے جس نے سقراط اور افلاطون جیسے علم و حکمت کے دُرِّ نایاب پیدا کئے جنہوں نے حقائق کی روشنی سے علمی ادراک حاصل کیا اور جہالت کی تاریک رات کو روزِ روشن سے بدل دیا۔ ایسے نابغۂ روزگار پیدا کرنا انسانی بس کا روگ نہ تھا جو تحریرِ لم یزل کو صحیفۂ ہستی سے پڑھ کر دنیا کو روشناس کرائیں اس لئے حضرتِ انسان نے علم و دانش کو عام کرنے کے لئے علمی درسگاہوں کی داغ بیل ڈالی دی تا آدم زاد حیوانی دَور کی جہالت سے نجات حاصل کر سکے اور بنی نوع انسان کی پیدائشی غرض و غایت تکمیلِ انسانیت کے بعد کمالِ عبودیت تک پہنچ جائے اور ہر انسان انفرادی و اجتماعی پُرسکون اور محفوظ ماحول میں بے خطر ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔ مگر جوں جوں زمانہ ترقی کرتا گیا یہ علمی درسگاہیں جن کی ابتداء تو معبدوں اور خانقاہوں سے ہوئی تھی بڑے بڑے مدارس، دانشگاہوں اور یونیورسٹیوں کی صورت اختیار کرتی چلی گئیں حتیٰ کہ آج علمی عروج نے اگر ایک طرف زمین کے پاتال کو چھان مارا ہے تو دوسری طرف انسان نے تسخیرِ کائنات کے جنون میں ستاروں پر کمندیں ڈال دی ہیں۔ بلاشبہ یہ سب کچھ علم کا عروج اور اس کا کمال ہے لیکن کیا علمی درسگاہوں کا آغاز اسی مقصد سے تھا کہ انسان اپنی مادی اغراض و مقاصد کیلئے منافع تلاش کرے اور اپنے حیوانی جذبہ کی تسکین کے لئے علم کو بروئے کار لائے۔ ہوسِ اقتدار، نمائش و استکبار کے لئے جبر و استبداد کی ہیبت ناک ہلاکتوں کا انکشاف کرے مطلب براری کے لئے فریب کاری کے علمی جال بچھائے۔ ظاہر میں بھیڑ اور باطن میں بھیڑیا بنکر وہ ظلم کر دکھائے کہ جسے دیکھ کر جنگل کے درندے بھی شرما جائیں۔ اگر علمی ترقی اور اس کا ماحصل یہی کچھ ہے جو آج چار دانگ عالم پر ایک سرسری سی نظر ڈالنے پر دکھائی دے رہا ہے تو کل کیا ہوگا؟ اس کا سمجھنا کوئی مشکل امر نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر ذی شعور آمدہ حالات کے خیال سے خائف نظر آتا ہے۔ وہ علمی درسگاہیں جو انسان کو صلح و آشتی کا سبق دینے کے لئے جاری کی گئی تھیں آج بذاتِ خود

فسادات کی آماجگاہ بنی ہوئی ہیں۔ وہ چراغ جو دنیا کو روشن کرنے کیلئے جلائے گئے تھے وہی اس گھر کو جلا کر خاک کر ڈالنے پر تُلے ہوئے ہیں۔ آخر یہ کیوں ہوا؟ صرف اسلئے کہ ہم نے علم کے مقصد کو نظر انداز کر دیا۔ علم تو برائے امن تھا، علم تو برائے حسن و احسان تھا لیکن ہم نے علم کو برائے دولت قرار دے دیا۔ علم کو اپنے سفلی جذبات کی تسکین کا ذریعہ بنا لیا۔ آج ہر وہ باپ جو اپنی اولاد کے لئے تعلیم کا اہتمام کر رہا ہے اس کا منتہائے نظر علم نہیں حصولِ زر ہے۔ ہر درسگاہ کا استاد جو علمی موشگافیوں میں افلاطون کو بھی خاطر میں نہیں لاتا صرف اور صرف برائے زر معلم بنا ہے اور ہر وہ بچہ جو ہماری درسگاہوں میں زیرِ تعلیم ہے مستقبل میں علم کو ذریعہ معاش سمجھتا ہے اس قدر پست، خود غرض اور مطلب پرست تعلیمی ماحول میں پروان چڑھنے والے بچے جو کل دانشور کہلائیں گے اور قوم کی روحِ رواں بن کر میدانِ عمل میں آئیں گے کس طرح ممکن ہے کہ وہ اپنے علم و دانش کو بنی نوع انسان کی بہبود اور انسانیت کی ارتقاء کے لئے صرف کریں۔ ان کی طبعی خود غرضی اور مطلب پرستی جو انہیں ماں باپ، اساتذہ اور ہماری درسگاہوں سے ورثہ میں ملی ہے وہی گل کھلائیگی جس کا نظارہ بے چینی، بے اطمینانی اور خوف کی صورت میں ہمیں اطرافِ عالم میں نظر آرہا ہے پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ دنیا سے خوف اور بے اطمینانی دُور ہو تو ہمیں علم کے بارے میں نظریاتی انقلاب برپا کرنا ہوگا اور آنیوالی نسلوں کو یہ تاثر دینا ہوگا کہ وہ علم کو ذریعہ معاش نہ سمجھیں بلکہ انہیں یقین دلانا ہوگا کہ علم کا مقصود دولت سے بہت بلند و بالا ہے۔ علم امتیازِ حیوان و انسان ہے، علم باعثِ راحت و اطمینان ہے، علم دارالامان ہے، علم علمبردارِ خدمتِ انسان ہے، علم مکمِلِ عرفان و ایقان ہے اور سب سے بڑھکر یہ کہ علم محرمِ یزداں ہے۔ اتنی ارفع و اعلیٰ رفعتیں جس براق کے دوش پر میسّر آئیں ایسے بحرِ بیکنار کو کوزہ زر میں محدود کرنا انسانی تخیّل کی انتہائی پستی، خود فریبی اور خود پرستی ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں ہماری یہ خوبصورت دنیا، اسکے بیش بہا علمی خزائن ہماری ارفع و اعلیٰ تہذیب و تمدن قائم اور دائم رہے تو ہمیں حصولِ علم کے بارے میں اپنا نصب العین بدلنا چاہیئے ورنہ اس تاجرانہ علم نے دنیا کو آتش فشاں پہاڑ بنا دیا ہے جس کے نیچے تکبر، حسد، بغض، عناد، کینہ، فریب اور لالچ کے لاوے کھول رہے ہیں۔ نہ جانے کب یہ جوالا مُکھی پھٹ جائے اور ان علم و دانش کے گہواروں اور تہذیب و تمدن کے دلدادوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا کر رکھ دے۔ خداوند تعالےٰ فرقانِ حمید میں فرماتا ہے اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا کہ ہم نے جو کچھ زمین پر بنایا ہے برائے زینت بنایا ہے لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا تاکہ ہم ان کو آزمائیں کہ کون احسن اعمال کا حامل ہے۔ (لیکن اگر انسان اس زینت کے مقصد کو نظر انداز کر دے تو) پھر فرماتا ہے وَاِنَّا لَجَاعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا کہ ہم جو کچھ بھی اس زمین پر موجود ہے جُھلسی ہوئی مٹی کی طرح بنا دیں گے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ ع

یہ خدا کا قول ہے سمجھو گے سمجھانے کے دن

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ایک انٹرویو
نمائندہ خصوصی خالد

جنوبی افریقہ کے ایم جی ابراہیم

کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ کے محمد حنیف ابراہیم صاحب گزشتہ جلسہ سالانہ سے چند ہی روز قبل ربوہ پہنچے تھے۔ جامعہ احمدیہ کی سالانہ کھیلوں کی اختتامی تقریب میں مجھے پہلی بار اُن سے ملنے کا اتفاق ہُوا۔ پہلی ہی نظر اور مختصر تعارفی گفتگو نے دل و دماغ کو یہ تاثر دیا کہ یہ متین و سنجیدہ مزاج نوجوان دل و جان سے اسلام و احمدیّت پر فدا ہے اور خدمتِ دین کا ایک خاص جوش اور جذبہ لئے ہوئے ہے۔

جلسہ سالانہ کے ہنگامے رخصت ہوئے اور ربوہ کی زندگی پھر اپنے معمول پر آگئی تو حنیف ابراہیم صاحب سے ملاقات کے متعدد مواقع ملے۔ مَیں ان کے نیک و پاکیزہ خیالات، ایمان افروز حالات اور دلنشین گفتگو سے بہت متاثر ہُوا اور چاہا کہ ان کے کچھ حالات "خالد" کے ان اوراق میں قارئینِ کرام کی دلچسپی کے لئے پیش کر دوں۔

تینتیس ۳۲ سالہ محمد حنیف ابراہیم صرف انگریزی میں ہی گفتگو کر سکتے ہیں۔ اپنا ایڈریس مجھے دیتے ہوئے انہوں نے اپنا نام M.G. IBRAHIM تحریر کیا۔ مَیں نے سبب پوچھا تو بولے "حنیف" کو ہم ملائی لوگ GHANIF لکھتے ہیں۔ مَیں نے پوچھا تو پھر آپ ملایا کے رہنے والے ہیں؟ کہنے لگے ہاں آباؤ اجداد کوئی تین سو برس پیشتر جاوا سے آئے تھے جو اُس زمانہ میں ملایا میں ہی شامل تھا۔ مَیں نے وہاں سے آنے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ ہمارے جدِّ امجد شیخ یوسف شاہی خاندان میں سے تھے خاندانی جھگڑے کی وجہ سے انہیں وطن چھوڑنا پڑا۔ چونکہ ملایا کی طرح جنوبی افریقہ کا علاقہ بھی اُن دنوں ڈچ قوم کے زیرِ تسلط تھا اسلئے یہ اپنے بعض عزیزوں اور ہمدردوں کے ہمراہ جن کی تعداد لگ بھگ ایک سَو افراد پر مشتمل تھی سیدھے جنوبی افریقہ چلے آئے اور کیپ ٹاؤن کے قریب ایک بستی بسا کر آباد ہو گئے۔ باہر سے یہاں آنے والے غالباً یہ پہلے مسلمان تھے۔ اِس وقت مجموعی طور پر وہاں کوئی دو لاکھ مسلمان ہوں گے جن کی اکثریت ملائی، ہندوستانی اور ملی جُلی مقامی نسلوں پر مشتمل ہے۔ دینی لحاظ سے ان سب کی حالت کافی خستہ ہے۔

میرا اگلا سوال وہاں احمدیّت کے نفوذ اور اس کے اثرات کے بارہ میں تھا۔ اس کے متعلق انہوں نے بیان کیا کہ احمدیت کا پودا ہمارے ملک میں بڑے معجزانہ رنگ میں لگا۔ اوّل اوّل یہاں کے ایک نیک دل معزز مسلمان ڈاکٹر یوسف سلیمان صاحب کو کسی ذریعہ سے احمدیہ لٹریچر موصول ہُوا۔ ڈاکٹر صاحب جلد ہی احمدی ہو گئے اور مزید تحقیق و تسلی کے لیئے ۱۹۴۵ء میں وہ قادیان بھی گئے۔ یہاں سے واپس آکر انہوں نے اپنی تبلیغی مساعی تیز کر دیں۔ مقامی مسلمانوں کو

طرف سے ڈاکٹر صاحب کی خوب مخالفت ہوئی لیکن آپ بڑے صبر و استقلال سے اعلائے کلمۃ الحق میں مصروف رہے۔

۱۹۴۷ء میں میرے والد (محمد ہاشم ابراہیم) ان سے متعارف ہوئے اور ان کی باتوں کا اچھا اثر لیا لیکن نبوت کے مسئلہ پر اختلاف رہا بالآخر ۱۹۴۹ء میں ان پر یہ مسئلہ بھی صاف ہو گیا۔ میں بھی اُن دنوں ان سے مختلف مسائل پر بحث کیا کرتا تھا۔ اس طرح رفتہ رفتہ عقیدہ کے لحاظ سے ہم دونوں احمدی ہو گئے لیکن ابھی باقاعدہ بیعت نہ کی۔ ہاں ڈاکٹر صاحب کی تبلیغی مساعی میں اُن سے تعاون کرتے۔ ۱۹۵۲ء میں ڈاکٹر صاحب موصوف کا انتقال ہو گیا تب ہمیں اپنی ذمہ واری کا بڑی شدت سے احساس ہوا۔ چنانچہ ہم نے پوری توجہ سے دینی تعلیم حاصل کرنی شروع کی اور ساتھ ساتھ تبلیغ کا سلسلہ بھی جاری کیا۔ ۱۹۵۸ء میں ہم نے بیعت فارم پر کر دیئے اور وکالتِ تبشیر سے ہمارا رابطہ قائم ہو گیا۔ تب سے ہم وہاں باقاعدہ مشن چلا رہے ہیں۔

وہاں کے احمدیوں کی موجودہ مساعی کے بارہ میں میرے استفسار پر حنیف صاحب نے بتایا کہ خدا کے فضل سے کیپ ٹاؤن اور اسکے نواح میں ۲۴۴ افراد احمدی ہو چکے ہیں۔ ۷۵ اصحاب کو ہمدردوں میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ ہماری جماعت اگرچہ تعداد کے لحاظ سے ابھی چھوٹی ہے لیکن کافی منظم ہے۔ لجنہ اماء اللہ اور مجلس خدام الاحمدیہ بھی قائم ہیں۔ دو ماہوار رسالے شائع کئے جاتے ہیں۔ "العصر" ہمارا علمی و تربیتی پرچہ ہے اور "البشریٰ" تبلیغی رسالہ ہے۔ دونوں رسالے مالی طور پر تقریباً تقریباً خود کفیل ہیں اور ہر ماہ کم و بیش دس ہزار آدمی ان کا مطالعہ کرتے ہیں۔ میں ان دونوں رسالوں کا ایڈیٹر ہوں۔ میری بہنیں مضامین ٹائپ کر دیتی ہیں جنہیں سائیکلوسٹائل کروا کے ہم خود ہی رسالے بواسطہ

ڈاک روانہ کرنے کے لئے تیار کرتے ہیں۔

بعض ذاتی کوائف دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ وہ سات بہن بھائیوں میں سب سے بڑے ہیں۔ پیشہ کے لحاظ سے ایک سرکاری سکول میں مدرس ہیں۔ انکے گھر کے سب افراد نہایت اخلاص سے جماعت کی تبلیغی و تنظیمی مساعی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ ۱۹۶۱ء سے انہوں نے اپنے کوارٹر میں جو سات کمروں پر مشتمل ہے ایک دینی تعلیم کا مدرسہ جاری کیا ہوا ہے۔ ہر ہفتہ کی شام ۲ سے ۵ بجے تک یہ سکول کھلتا ہے۔ اس غرض کیلئے وہ اس روز اپنے مکان کے سب کمرے خالی کر دیتے ہیں۔ ان کی والدہ اس دوران صحن میں جا بیٹھتی ہیں اور یہ ساتوں بہن بھائی اپنی اپنی کلاس کو پڑھانے الگ جاتے ہیں۔ اس مدرسہ میں جس کا نام انہوں نے فضلِ عمر اسلامک انسٹی ٹیوٹ رکھا ہے اسوقت کل ۵۲ طالب علم داخل ہیں۔ ان کے علاوہ بھی متعدد طلباء علیحدہ اوقات میں پڑھنے آتے ہیں جنہیں مفت تعلیم دی جاتی ہے۔ مدرسہ کے علاوہ ان کا مکان مشن ہاؤس، مسجد اور پبلک لیکچر ہال کا بھی کام دیتا ہے۔ جمعہ، عیدین، جلسہ سیرت النبی، جلسہ مصلح موعود وغیرہ سبھی تقریبات یہیں منعقد ہوتی ہیں۔

اپنے اس مخلص غیر ملکی بھائی سے میں بھی بعض اور کوائف حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن ہوائی جہاز کا واپسی ٹکٹ آ جانے پر انہیں عید الفطر سے چند روز قبل اچانک ہی واپس روانہ ہو جانا پڑا۔ مجھے افسوس رہا کہ میں جاتی دفعہ اُن سے مل نہیں سکا۔ بہر حال مجھے ان سے بہت مفید اور ایمان افروز باتیں معلوم ہوئیں اور میں اپنے دل میں ایک عجیب مسرت و انبساط محسوس کر رہا تھا کہ مرکزِ سلسلہ سے ہزاروں میل دور رہنے کے باوجود جماعت احمدیہ کے افراد کس جذبۂ اخلاص اور نیکی سے خدمتِ اسلام میں مصروف ہیں۔ کاش ہمارے غیر از جماعت احباب بھی اس سے سبق حاصل کریں۔

(ق۔ د۔ ب)

شعبۂ اشاعت مرکزیہ

مجالس خدام الاحمدیہ کی مساعی

۱- مجالس خدام الاحمدیہ ضلع گوجرانوالہ کی تربیتی کلاسیں

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع گوجرانوالہ کے زیر اہتمام مورخہ ۲۹ $\frac{۱}{۶۵}$ بروز جمعۃ الوداع ضلع بھر میں مندرجہ ذیل دس مقامات پر ایک روزہ تربیتی کلاسوں کا انعقاد ہوا:-

(۱) گوجرانوالہ (۲) ترگڑی (۳) گرمولہ ورکاں (۴) وزیرآباد (۵) کھیوہ والی (۶) مدرسہ چٹھہ۔ (۷) حافظ آباد (۸) جھنگی جاناں (۹) پریم کوٹ۔ (۱۰) پیرکوٹ۔

ان تربیتی کلاسوں میں علاوہ دیگر مقررین کے چار اصحاب قائد صاحب علاقائی لاہور ڈویژن نے بطور نمائندہ لاہور سے بھجوائے۔ نیز مکرم میر محمد بخش صاحب امیر جماعت ضلع گوجرانوالہ، مکرم میاں غلام احمد صاحب امیر تحصیل وزیرآباد، مکرم حکیم عبداللطیف صاحب امیر تحصیل حافظ آباد، مکرم میر اللہ بخش صاحب تسنیم راہوالی اور محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی مبلغ کلکتہ نے مختلف مقامات پر خدام کو اپنے خطاب سے نوازا۔ سب جگہوں پر دن بھر پروگرام کامیابی سے جاری رہا متعدد غیر از جماعت اصحاب نے بھی شرکت کی۔

اس موقع پر دو اصحاب بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ فالحمد للہ۔

ان تربیتی کلاسوں کے لئے محترم صدر مجلس نے خاص طور پر ہمارے ضلع کے خدام کو اپنے خصوصی پیغام سے نوازا۔ نیز پروگرام کے متعلق بھی اپنی قیمتی ہدایات سے نوازا۔

متذکرہ بالا تمام مقامات پر پروگرام نماز تہجد سے شروع ہو کر شام تک جاری رہا۔ پروگرام میں دو گھنٹے کا وقار عمل بھی شامل تھا۔ نیز ہر جگہ خطبہ جمعہ "تربیت اولاد" کے موضوع پر ہوا۔ سب مقامات پر مقررہ پروگرام ضلع کی قیادت کی طرف سے مقرر کر کے بھجوایا گیا تھا جس کے مطابق عمل ہوا۔

ان تربیتی کلاسوں سے ضلع بھر کے خدام میں ایک بیداری کی لہر نظر آ رہی ہے۔

(قائد خدام الاحمدیہ ضلع گوجرانوالہ)

۲- مجلس کراچی کا ریفریشر کورس

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے عہدیداران حلقہ جات کو مختلف شعبہ جات کی اہمیت اور طریق کار بتانے کے لئے مورخہ ۱۴ فروری بروز اتوار احمدیہ ہال میں ایک ریفریشر کورس

کا اہتمام کیا۔ یہ پروگرام پورے دن کا تھا اور اس میں ۱۱۵ عہدیداران مقامی و حلقہ جات نے شرکت کی۔ پروگرام میں سب ناظمین کی اپنے اپنے شعبہ پر تقاریر کے علاوہ محترم قائد صاحب کی ہدایات"۔ احمدی نوجوان"۔ "مجلس خدام الاحمدیہ کی تنظیم" اور "مجالس خدام الاحمدیہ کی اہمیت" کے موضوع پر تقاریر بھی شامل تھیں۔

کورس کے افتتاحی اجلاس میں مکرم قائد صاحب مجلس کراچی نے کورس کی غرض و غایت بیان کی اور اس بارہ میں ضروری ہدایات دیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہم عہدیداران دوسرے خدام کے لئے نمونہ بنیں۔ پس ہمیں اپنی اصلاح کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔ ضروری ہے کہ ہم پوری دیانتداری، خلوصِ نیت اور محنت سے اپنے فرائض کو انجام دیں تاکہ ان آسمانی انعامات کے وارث ہو سکیں جو خدائی وعدہ میں ہمارے لئے مقدر ہیں۔ اس کے بعد آپ نے کورس کی کامیابی کے لئے اجتماعی دعا کروائی۔

بعد ازاں محترم نائب قائد صاحب اول مجلس مقامی نے مجلس خدام الاحمدیہ کے نظام کو تفصیل سے بیان کیا۔ اس کے لئے ایک نقشہ کی صورت میں تمام تنظیم لکھ کر خدام کے سامنے رکھی گئی۔

اس کے بعد شعبہ وار تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ پہلے اجلاس میں مندرجہ ذیل شعبہ جات پر تقاریر کی گئیں۔

اعتماد۔ تجنید۔ خدمتِ خلق۔ تربیت۔

اصلاح و ارشاد۔

پہلے اجلاس کے خاتمہ پر نماز ظہر کے بعد کھانے کا وقفہ ہوا۔ کھانے کا انتظام مجلس مقامی نے کیا تھا۔

دوسرے اجلاس میں جو دو بجے بعد دوپہر شروع ہوا پہلے مکرم نائب قائد صاحب دوم نے "مجلس خدام الاحمدیہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے خدام کو اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی تلقین کی۔ مثلاً اپنے مقصد کو ہمیشہ اپنے پیشِ نظر رکھنا۔ دینی و دنیوی علوم کے حصول کے لئے قرآن کریم، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر کتبِ سلسلہ کا مطالعہ کرنا، اپنے نمونہ کو بہتر بنانا، نظام کی پابندی اور اطاعت کرنا اور ایفائے عہد کا خیال رکھنا۔ آپ نے فرمایا یہ سب ایسے امور ہیں جن کا عہدیداران کو ہمیشہ خیال رکھنا چاہئیے۔

بعد ازاں مندرجہ ذیل شعبہ جات کے بارے میں تقاریر ہوئیں :۔

اصلاح و ارشاد۔ اطفال بال۔ تحریک جدید و وقفِ جدید۔ اشاعت۔ تعلیم۔ صحتِ جسمانی و وقارِ عمل۔ صنعت و تجارت۔ محاسب۔

آخر میں مولانا عبد المالک خان صاحب مربی سلسلہ نے "احمدی نوجوان" کے موضوع پر خدام سے خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ تاریخ اس امر پر گواہ ہے کہ نوجوانوں نے ہر زمانے میں کار ہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔ آپ نے انبیاء کرام اور متعدد دیگر برگزیدہ ہستیوں کی زندگیوں کا حوالہ دیا کہ کس طرح انہوں نے اپنی جوانی میں عملی نمونہ دکھایا۔ سو احمدی نوجوانوں کو بھی اپنے اندر اعلیٰ کردار اور اخلاق پیدا کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیئے اور ان اوصاف کو اپنانا چاہیئے جو ہمارے امام ایدہ اللہ ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

آخر میں محترم قائد صاحب کے مختصر سے خطاب کے بعد دعا ہوئی۔ نماز عصر کے بعد حاضرین کی خدمت میں مجلس کی جانب سے چائے پیش کی گئی اور اس طرح یہ کورس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ، کراچی)

ادارہ

(۱) سیرۃ سرورؓ (اصحابِ احمد جلد پنجم حصہ سوم)

جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے (درویش قادیان) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف اصحابِ کرام کی سیرت پر متعدد کتب تالیف کر چکے ہیں۔ گزشتہ سال اس سلسلہ میں آپ نے جماعت کے جید عالم اور بزرگ حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحبؓ کے حالاتِ زندگی شائع کئے تھے جو بہت مقبول ہوئے لیکن ابھی حضرت مولانا رضی اللہ عنہ کی سیرت کا ایک بڑا حصہ باقی تھا جو اب زیرِ نظر تالیف میں نہایت عمدگی سے پیش کیا گیا ہے۔ جن احباب کے پاس "اصحابِ احمد" کی گزشتہ جلدیں موجود ہیں اور وہ ان کا مطالعہ کر کے ان کی افادیت سے واقف ہو چکے ہونگے وہ تو اس سلسلہ کی ہر نئی چھپنے والی کتاب بھی ضرور حاصل کرنے کا اہتمام کریں گے۔ دیگر احباب سے ہم گزارش کریں گے کہ اگر وہ اب تک ان انمول موتیوں کے حصول سے محروم رہے ہیں تو اب جلد از جلد یہ بیش بہا کتب حاصل کر کے ان سے استفادہ کریں۔

"سیرۃ سرورؓ" کا یہ دوسرا حصہ ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۳۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ کاغذ عمدہ سفید قیمت صرف ساڑھے تین روپے ہے۔ مؤلف سے قادیان کے ایڈریس پر اور ربوہ میں احمدیہ بکڈپو سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

(۲) مکتوباتِ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ

فاضل مؤلف "اصحابِ احمد" صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالاتِ زندگی مرتب کرنے کے ساتھ ساتھ بعض اصحاب کبار کے مکتوبات جمع کرنے کی بھی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ قبل ازیں آپ ۱۹۵۲ء میں "مکتوبات اصحاب احمدؑ" کی پہلی جلد میں حضرت خلیفۂ اوّلؓ، حضرت خلیفۂ ثانی ایدہ اللہ، حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ اور حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ کے ۵۵ مکتوب شائع کر چکے ہیں۔

اب "مکتوباتِ اصحابِ احمدؑ" کی اس دوسری جلد میں آپ نے حضرت میاں بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے مزید ۱۲۶ مکتوباتِ عالیہ جمع کر دیئے ہیں جن کے مطالعہ سے نہ صرف حضرت میاں صاحبؓ کی سیرت کے کتنے ہی حسین پہلو اُجاگر ہوتے ہیں بلکہ جماعت احمدیہ کی تاریخ کے متعدد اہم واقعات پر بھی اس طور پر روشنی پڑتی ہے کہ آئندہ مؤرخین کے لئے یہ ایک بیش قیمت تاریخی ماخذ کا بھی کام دیں گے۔ علمی اور تربیتی پہلو سے بھی یہ مجموعہ نہایت مفید ہے۔ کتاب بڑی تقطیع کے ۱۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ قیمت کا اس پر اندراج

نہیں۔ احمدیہ بکڈپو ربوہ کی طرف سے شائع کی گئی ہے۔

(۳) گورو نانک جی کا گورو!

حضرت امام الزمان بانیٔ سلسلہ احمدیہ سیدنا مسیح موعود علیہ السلام نے سکھ دھرم کے بانی گورو نانک جی کے متعلق بالتحقیق ثابت کیا ہے کہ آپ ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے اور ایک بزرگ مسلمان کی بیعت میں تھے۔ محترم گیانی عباد اللہ صاحب نے زیر نظر کتاب میں حضرت باوا نانک علیہ الرحمۃ کے ان پیرو مرشد کے بارہ میں تاریخی طور پر ثابت شدہ حقائق پیش کئے ہیں۔ جن سے باوا صاحب رح کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑنے کے علاوہ ان کا مسلمان ہونا بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ ایک اہم تاریخی تصنیف ہے۔ اور ضرورت ہے کہ سکھوں میں خصوصیت سے اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے۔ صفحات ۱۶۸۔ ناشر: میاں صاحب عطاء الرحمٰن معرفت مسجد احمدیہ دہلی گیٹ لاہور۔ قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے۔ (ر۔ا۔ث)

"بزمِ خالد"

(۱) محترم حافظ عزیز الرحمٰن صاحب منگلا مربی سلسلہ احمدیہ مدیر خالد کے نام اپنے مکتوب میں تحریر کرتے ہیں:-

"خالد کا خصوصی شمارہ (خلافت ثانیہ نمبر) بہت ہی پسند آیا۔ بلکہ جلسہ سالانہ پر ہر قسم کے نئے شائع شدہ لٹریچر میں سے زیادہ پسند یہی آیا۔ جزاک اللہ احسن الجزا۔ اب مجھے یاد آیا کہ آپ کی تحریک پر قادیان کے جلسہ سالانہ پر جہاں خاکسار نے اور دعائیں کیں تو آپ کے لئے اور خالد کے اس پرچہ کے لئے خصوصاً خاکسار نے دعائیں کی تھیں کیونکہ جاتی دفعہ آپ نے اس طرف توجہ دلائی تھی۔

اُمید ہے آپ بھی خاکسار کو دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔"

(۲) مکرم محمد اکرام ڈیرہ صاحب زعیم خدام الاحمدیہ حلقہ سلطانپورہ لاہور لکھتے ہیں:-

"رسالہ خالد خلافت ثانیہ نمبر پڑھا۔ حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی کے پُر معارف کلمات کا حسین گلدستہ ہے جس کی بھینی بھینی خوشبو نے دل و دماغ کو حیاتِ تازہ بخشی۔ اللہ تعالیٰ آپکو رسالہ کو بہتر بنانے کی توفیق دے۔ آمین۔"

Regd. No. L. 5830 MARCH 1965 Telephone : 4

Monthly **KHALID** *Rabwah*

مکرم محمد حنیف ابراهیم صاحب
جنوبی افریقه کے نو احمدی جنکا
انٹرویو اسی شماره میں شریک اشاعت ہے